شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ

اور بغاوتِ یزید

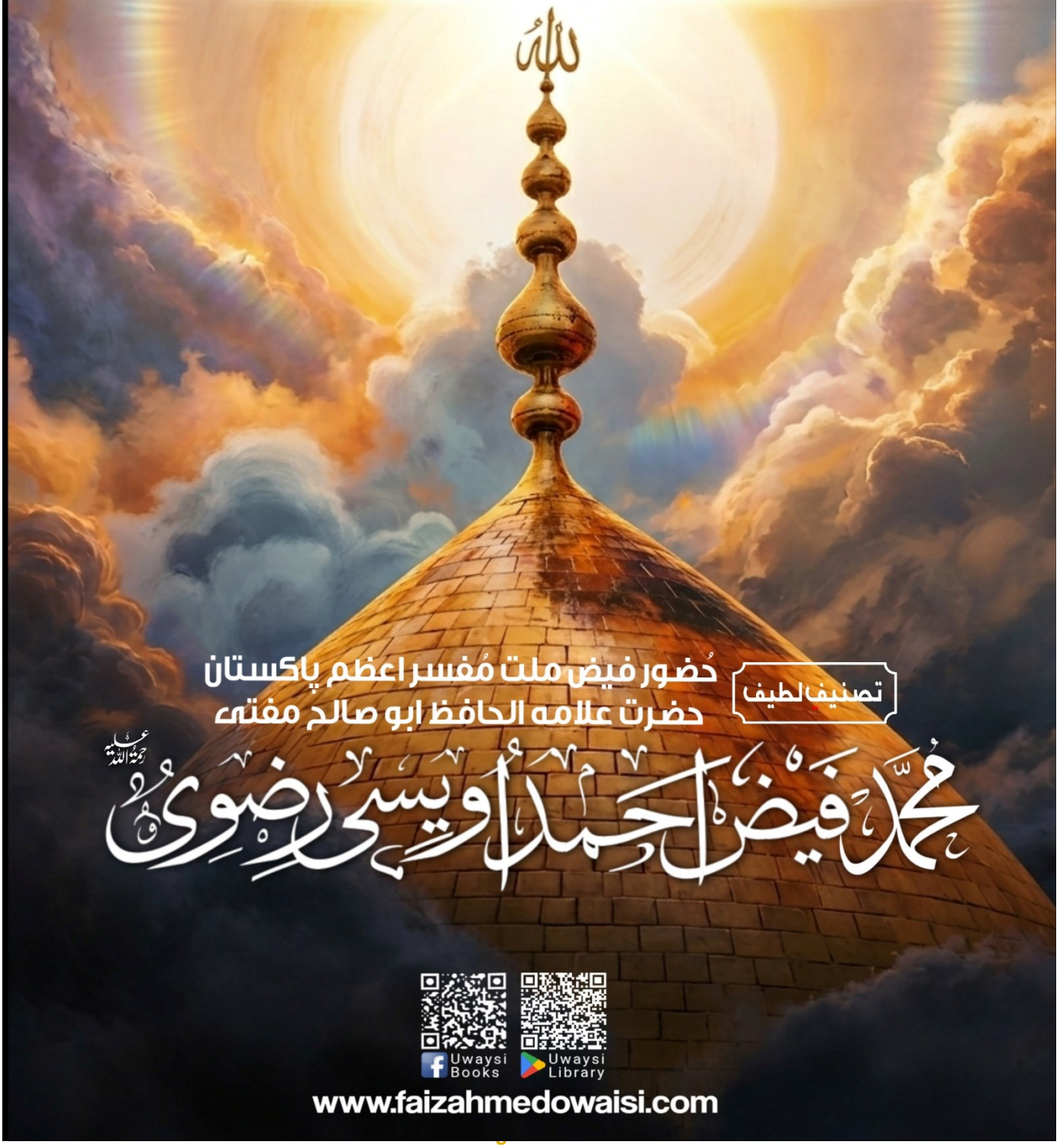

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Uwaysi Books
Uwaysi Library

www.faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد! قیامت قریب آگئی، اس کی علامات میں ایک یہ ہے کہ اسلاف کو گالی دی جائیں گی، گالی سے مراد تنقیص (کسی کا مقام گھٹانا) اور عیوب شماری (عیب گنوانا) ہے۔ اہلِ اسلام کو یقین کم آئے گا کہ ایسے بدبخت بدنصیب بھی ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ حسنین رضی اللہ عنہما ایسے ہی آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سید کہنا، ماننا صحیح نہیں۔ کیونکہ جس روایت سے ان کا سید ہونا ثابت ہے، ایسے تو سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے بھی ثابت ہے، تو پھر وہ اور ان کی اولاد کو سید نہیں کہا جاتا وغیرہ، اور یہ سلسلہ خوارج[1] و نواصب (اہلِ بیت سے دشمنی رکھنے والے) یعنی دشمنانِ اہلِ بیت میں عرصہ دراز سے چلا یا ہوا ہے۔

اس قسم کے بیسیوں مسائل کھڑے کیے اور کرتے رہیں گے۔ لیکن عوام بلکہ بہت سے پڑھے لکھے اس لیے نہیں مانتے کہ کیا ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو اہلِ بیت کے لیے ایسا کہیں۔ یہ ان کے مطالعہ کی کمی یا پھر رورعایت (لحاظ) اور مصلحت کشی (مصلحت کی خاطر خاموشی اختیار کی) ہو گی، ورنہ اس وقت قوم بے خبر نہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی پاکباز (نہایت متقی و پاک دامن) اور بلند قدر شخصیت کو باغی، دوزخی، لالچی (معاذ اللہ) اور رسوائے زمانہ کہا گیا، اور جس کے دوزخی ہونے اور فاسق و فاجر ہونے کے متعلق اہلِ اسلام کو ذرہ برابر شک نہ تھا یعنی یزید کو امام برحق اور قطعی جنتی ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا ہے، اور وہ لوگ کوئی گوشہ نشین ٹولی نہیں بلکہ عوام میں مشہور و معروف اور دین کے بڑے ٹھیکیدار یعنی علمائے دیوبند اور ان کے ہمنوا۔ ممکن ہے میرے ان دو نقطوں پر کوئی اعتبار نہ کرے، ان کی تحریر میں ملاحظہ ہوں اور چند مولویوں کے نام سن لیں:

(۱) مفتی محمد شفیع دیوبندی (۲) ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی (۳) مولوی شمس الحق افغانی (٤) مولوی بشیر احمد پسروری (۵) مولوی عبدالستار تونسوی وغیرہ وغیرہ عبارات حاضر ہیں تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

۱۔ مولوی سید انوار الحق سہیل شاہ خطیب جامع مسجد و مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ لائل پور۔ یہ خارجی مولوی لکھتا ہے کہ "میں سیدنا یزید کی روح کو سلام بھیجتا ہوں جو کہ امیر المؤمنین ہے"۔

۲۔ مولوی ابوالوحید غلام محمد مولوی فاضل و فاضل دیوبند راجن پور ڈیرہ غازی خان لکھتا ہے کہ

"حضرت یزید ایک جلیل القدر مجاہد اسلام ہیں۔"

"اور میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں اور مجھے اپنے والد کے متعلق تو اتنا یقین نہیں کہ وہ ضرور جنتی ہیں لیکن حضرت کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں ورنہ حدیث کا انکار کرنا پڑیگا۔"[2] (خلافتِ رشید ابن رشید ص ۳۴۲، ۳۴۱)

۳۔ مولوی غلام مرشد سابق خطیب شاہی مسجد لاہور نے لکھا ہے کہ "جو الزامات امیر یزید پر لگائے جارہے ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے والے صحابہ

---

[1] یعنی وہ گروہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوا۔ (س رضا)

[2] بغضِ اہلِ بیت اور محبتِ یزید پلید میں انہوں نے یزید کے نام کے ساتھ کہیں رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور کہیں رضی اللہ عنہ جیسے القابات بھی لگا دیئے ہیں۔ (ن اُویسی)

(خلافتِ رشید ابن رشید از: ابو یزید محمد دین بٹ، باب ششم: ہر اہلِ ایمان حق بات کی تائید کرتا ہے، ص 340 تا 341، پنجاب پریس، لاہور)

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یزید کی بیعت کر کے اپنا امیر و امام تسلیم کیا اور ہر طرح سے اس کے ساتھ تعاون فرمایا۔لہذا امیر یزید کی صداقت کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔"[3](خلافتِ رشیدابن رشید،ص ۳۴۲)

۴۔مولوی ظہیرالدین چک نمبر ۳۱۵گ ب ضلع لائل پور نے ابو یزید کے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے کہ

"محترمی بٹ صاحب! آپ نے یزید کے متعلق دریافت کیا ہے کہ وہ کیسے شخص تھے اور ان کے بارے میں ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق یزید کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی اس کو علم تھا۔بیشک یزید خلیفہ برحق تھے۔"[4](ایضاًص ۳۴۹)

۵۔مولوی مفتی بشیر احمد خطیب جامع مسجد پسرور ضلع سیالکوٹ نے تحریر کیا ہے کہ "شیعہ مذہب میں فاسق اور ظالم کی بیعت بدترین گناہ ہے اور یزید فاسق و کافر تھا تو سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کیوں کی؟"[5]

(خلافتِ رشیدابن رشید،ص ۳۴۲)

۶۔مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری متہم مرکزی تنظیم اہلسنت بیرون بوہڑ گیٹ ملتان نے لکھا ہے کہ "محترم المقام۔وعلیکم السلام یاد فرمایا،شکریہ! جواباً عرض ہے کہ یزید کے مسلمان ہونے پر تو تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے جو لوگ اس زمانے میں یزید کو کافر کہتے ہیں ان کا اپنا ایمان مشتبہ ہے البتہ اس کے فسق و فجور میں اختلاف ہے بعض اکابرین امت نے اس کے فسق و فجور کو تسلیم کیا ہے اور فاسق لکھا ہے۔اس فسق و فجور کی مہم میں زیادہ تر اعدائے دین کا ہاتھ کام کرتا معلوم ہوتا ہے۔اگر فرضِ محال فاسق تسلیم بھی کر لیا جائے تو آج کے فاسق کہنے والوں سے زیادہ فاسق قطعاً نہیں ہو گا"۔[6](خلافتِ رشیدابن رشید،ص ۳۶۴)

پھر ڈھیٹ ایسے کہ انہیں ایسی حرکت کے متعلق پوچھا جائے تو کہیں گے:"توبہ توبہ ہم تو ایسے نہیں ہیں" اگر موقع مل جائے تو پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کو حسبِ دستور اسی طرح اور یزید کو امام برحق کہتے نہیں تھکیں گے۔فقیر نے ان کے استدلال میں حدیثِ قسطنطنیہ کی قلعی کھولی۔اس کا نام رکھا شرح حدیثِ قسطنطنیہ۔چونکہ وہ "انوار لاثانی" کی نذر کر چکا ہوں۔حضرت علامہ ابوالضیاء غلام نبی صاحب جماعتی مدظلہ کے حکم پر محرم شریف کی مناسبت سے مختصر مضمون شہادتِ حسین (رضی اللہ عنہ) اور بغاوتِ یزید کے نام سے ترجمان لاثانی علی پور،سیداں ضلع سیالکوٹ کی نذر ہے۔(اویسی غفرلہ بہاول پور یوم الجمعہ)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سرمایہ اسلام اور مایہ جان و ایمان ہیں۔ان کا ذکرِ خیر ہماری نجاتِ اُخروی و سعادت ابدی کا موجب ہے۔فقیر نے سینکڑوں کتب و رسائل لکھے اور زندگی نے وفا کی تو اور بھی لکھے گا(ان شاءاللہ تعالی) لیکن یہ لمحات جو ذکرِ حسین رضی اللہ تعالی عنہ میں گزر رہے ہیں کچھ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ،

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے:

درمیان امت آن کیوان جناب*** ہمچو حرف قل ھو اللہ درکتاب

سرّ ابراھیم و اسماعیل بود*** یعنی آن اجمال را تفصیل بود

---

[3] (خلافتِ رشیدابن رشیداز:ابو یزید محمد دین بٹ،باب ششم:ہر اہلِ ایمان حق بات کی تائید کرتا ہے،ص342،پنجاب پریس،لاہور)

[4] (خلافتِ رشیدابن رشیداز:ابو یزید محمد دین بٹ،باب ششم:ہر اہلِ ایمان حق بات کی تائید کرتا ہے،ص348تا349،پنجاب پریس،لاہور)

[5] (خلافتِ رشیدابن رشیداز:ابو یزید محمد دین بٹ،باب ششم:ہر اہلِ ایمان حق بات کی تائید کرتا ہے،ص363،پنجاب پریس،لاہور)

[6] (خلافتِ رشیدابن رشیداز:ابو یزید محمد دین بٹ،باب ششم:ہر اہلِ ایمان حق بات کی تائید کرتا ہے،ص364،پنجاب پریس،لاہور)

رمز قرآن از حسین اموخت ختیم*** ز آتش او شعله با اند و ختیم[7]

بشارت ولادت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ: حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن اُم الفضل بنت حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! میں نے رات بڑا عجیب اور بھیانک خواب دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا بیان کرو۔ خاتون نے عرض کیا! وہ خواب اس قدر ڈراؤنا اور خطرناک ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں، تم اپنا خواب ضرور (بیان) کرو۔ عرض کی! میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا۔ شاہ موجودات صلی اللہ تعالی علیہ سلم نے فرمایا: اس میں اس قدر گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے یہ تو بڑا مبارک خواب ہے۔ اللہ تعالی میری نورِ نظر فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) کو بیٹا عطا فرمائیگا جسے تم گود میں اُٹھاؤ گی۔[8] (مستدرک حاکم، ص ۱۷۶)

ولادت باسعادت: سرور کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ تعبیر سُن کر ام الفضل مسرور و مطمئن ہو کر چلی گئیں اور زمانہ گزرتا گیا یہاں تک کہ ۴ھ کے شعبان کا چاند نمودار ہوا اور جب شعبان کی چار تاریخ آئی تو ام الفضل کا خواب پورا ہو گیا اور مخبر صادق (سچے رسول) صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تعبیر کی صداقت آفتاب نصف النہار (سورج) کی طرح ظاہر ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نو مولود (امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش) کی خبر پاکر سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدہ (گھر) پر تشریف لے گئے اور ایک پُر مسرت آواز میں ارشاد فرمایا: میرے بیٹے میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے پاس لاؤ۔ جگر گوشہ رسول ﷺ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر دستِ نبی ﷺ میں دے دیا گیا۔

سید العرب العجم ﷺ نے دائیں کان میں اذان[9] اور بائیں میں تکبیر کہی اور پھر نہایت پیار سے اپنی آغوشِ نبوت میں لے لیا۔ اس کے بعد ہادی کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حکم دیا، میرے لاڈلے کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرو[10] اور عقیقہ کر دو۔ چنانچہ ساتویں روز یہ سنت ادا کر دی۔ (مستدرک حاکم، ج ۳ ص ۱۶۷)

نام: ایک روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے "حرب" نام رکھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ میرے بیٹے کا نام حسین رکھا جائے۔[11] (اسد الغابہ ج ۲، ص ۱۸)

پرورش: جب چشم رسول کا یہ نور "حسین" ظاہر ہوا تو امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ بھی مدت رضاعت میں تھے۔ سید البشر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی چچی ام الفضل سے ارشاد فرمایا: میرے بچے کو آپ دودھ پلایا کریں۔ اس طرح جنت کے نوجوانوں کے سردار نے فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ تعالی عنہا و رضی اللہ تعالی عنہ) کا

---

[7] ترجمہ: امتِ مسلمہ کے درمیان وہ بلند مرتبہ اور رفیع الشان ہستی (امام حسین علیہ السلام) بالکل اسی طرح نمایاں اور مرکزی حیثیت رکھتی ہے، جیسے قرآن مجید (کتاب) کے اندر سورہ اخلاص کا لفظ 'قل ھو اللہ' مرکزی اور بنیادی مقام رکھتا ہے۔
آپ (امام حسین علیہ السلام) کی ذات اور آپ کی قربانی دراصل حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے اسی پرانے رازِ قربانی کا عملی روپ تھی، یعنی اس اجمالی (مختصر) واقعے کی مکمل تفصیل تھی۔
ہم نے قرآن مجید کے پوشیدہ رموز، حقیقی اسرار اور اس کے عملی تقاضوں کو امام حسین علیہ السلام کے اسوہ (کردار) سے سیکھا ہے، اور ہم نے اپنی ایمانی زندگی کے لیے شعلے اور حرارت آپ ہی کی (عشقِ الٰہی کی) آگ سے حاصل کی ہے۔ (ن اُویسی)

[8] (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، أول فضائل الحسين بن علي رضي الله عنهما، 4/ 171، الحديث4871، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

[9] (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، أذن رسول الله في أذن الحسين حين ولدته فاطمة، 4/ 175، الحديث4880، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

[10] (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، عقيقة الحسين وإعطاء القابلة رجل العقيقة، 4/ 175، الحديث4881، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

[11] (أسد الغابة في معرفة الصحابة ، باب الميم، باب الميم والحاء، 4688 - محسن بن علي، 5/ 77 ، دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م)

دودھ پینے کی بجائے، ام الفضل بنت حارث کا دودھ پیا اور ان کی گود میں چلا گیا اور پھر ام الفضل کی حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبت کے پیش نظر شافع محشر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان کی پرورش بھی ام الفضل کے سپرد کر دی۔[12]

تعلیم وتربیت: یہ فخر حسن و حسین اور زید و علی (علیہم الرضوان) کے علاوہ اس روئے زمین پر کسی اور کو حاصل نہیں ہوا کہ ان نفوس قدسی کی اصلاح و تربیت خود معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی۔ آداب نماز آپ نے اسی عمر میں رہنمائے ہدایت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سیکھ لئے تھے۔

بچپن حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا: حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہم ابھی بچے ہی تھے کہ ایک دن مسجد نبوی میں جا پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا بدوی وضو کر رہا ہے مگر ٹھیک نہیں کر رہا، ہر دو صاحبزدگان نے سوچا کہ اس بوڑھے کو ٹوکے بغیر کس طرح وضو صحیح کرایا جائے۔ اچانک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑے بھائی کو کہا کہ بھائی جان میں وضو کرتا ہوں آپ دیکھیں اگر کوئی غلطی ہو تو بتادیں۔ ان الفاظ پر بوڑھا بدوی بھی چونکا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو وضو کرتے دیکھنے لگا۔ چنانچہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالی عنہ وضو کرتے رہے اور حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ اور بوڑھا بدوی دیکھتے رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بوڑھے نے اپنی غلطی سمجھ لی اور وضو صحیح کرنا سیکھ لیا۔

فقہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ: آپ نے دینی و فقہی مسائل بچپن میں سمجھ لئے تھے۔ ابو جوزاء نے عرض کی کہ اپنے جدّ مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا کوئی واقعہ سنایئے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت کچھ کھجوریں آپ کے سامنے رکھی ہوئی تھیں، ان میں سے ایک دانہ اُٹھا کر منہ میں رکھ لیا اور یکایک جمال نبوت اور جلال رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یکجا ہو گئے اور مجھے تنبیہ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ صدقہ خوری آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حرام، ہدایہ جائز اور حلال ہے۔[13] اس نصیحت کے ساتھ ہی آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالی علیہ سلم نے انگلی ڈال کر میرے منہ سے وہ کھجور نکال دی۔ یہ روایت صحابی کی ہے اور امام بخاری نے بھی اسے نقل کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں "کخ کخ" پیغمبر کے اہل بیت زکوۃ نہیں کھایا کرتے۔[14] (بخاری، ج۲، ص۱۲۹)

علوی و فاطمی تربیت: وصال رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد خیال فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنہا تربیتِ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی آرائش و زیبائش میں محو ہو گیا۔ نیک مائیں اپنے بچوں کی تربیت کر کے ان کو قوم کے مقدر کا ستارہ بنا دیتی ہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ تعالی عنہا و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) نے آپ کی تربیت فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کو لکھنا پڑھنا، سواری، شمشیر زنی، نیزہ بازی اور دوسرے فنونِ جنگ سکھائے۔ اس کے بعد مدینہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ سلم میں جو علوم و فنون کا مرکز تھا وہاں جید اصحابِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ سلم نیک و صالح اور روح پرور ماحول میں سر چشمہ علم و فضل سے کسبِ فیض کیا۔ یہاں تک کہ نبیرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیرت و اخلاق کا معمار بن گیا اور میدان کربلا میں قصرِ شجاعت کی پہلی اینٹ رکھی اور پوری اُمت کو اس کی تعمیر میں مصروف کر کے اپنے محبوب نانا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔

---

[12] (الطبقات الكبرى،الحسين بن علي رضي الله عنهما، 1/ 372 ، مكتبة الصديق – الطائف، الطبعة: الأولى، 1414 هـ - 1993 م)

[13] ہمیں یہ واقعہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے متعلق ملا۔

(مسند الإمام أحمد، مسند أهل البيت رضوان الله عليهم أجمعين، حديث الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما، 1/ 200، الحديث1727، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[14] (صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب ما يذكر في الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم وآله، 2/ 543، الحديث1420، دار ابن كثير،سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ میں: حضور سرور کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

حسين مني وأنا من حسين أحب الله من أحب حسينا حسين سبط من الأسباط[15] (بخاری وترمذی)

یعنی حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے جو حسین کو محبوب رکھتا ہے۔ حسین گروہ اَسْبَاطْ (اولاد) میں سے ایک سِبْطْ (اولاد) ہے۔

ابراھیم، حسین (رضی اللہ تعالی عنھم) پر قربان: ایک دن حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا، خداوند تعالی ان دونوں کو آپ کے ہاں یک جا (اکٹھا) نہ رہنے دے گا ان میں سے ایک کو واپس بلالے گا۔ اب ان دونوں میں سے آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: اگر حسین (رضی اللہ تعالی عنہ) رخصت ہو جائیں تو ان کے فراق (جدائیگی) میں فاطمہ علی (رضی اللہ تعالی عنہم) اور میری جان سوزی (شدید غم) ہو گی اور اگر ابراہیم (رضی اللہ تعالی عنہ) وفات پا جائیں زیادہ اَلم (درد) میری جان پر ہی ٹوٹے گا اس لئے مجھے اپنا غم ہی پسند ہے۔

اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ وفات پا گئے۔ جب بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے: اس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم (رضی اللہ تعالی عنہ) کو قربان کر دیا۔[16]

نکتہ: حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے "سرّ الشہادتین" میں لکھا ہے: کہ شہادت دراصل فضائل و کمالات کے سلسلے میں ایک اہم حقیقت ہے اور نبوتِ کبریٰ جو تمام فضائل و کمالات کی آخری حد ہے ضروری تھا کہ اس میں یہ کمال بھی شریک ہو لیکن منصبِ نبوت کی شانِ عالی میں اس سے اختلال (خلط ملط) کا اندیشہ تھا۔ اسی لئے قدرت نے اس کمال کو بجائے باپ کے، بیٹے کی طرف منتقل کر دیا، شاہ صاحب نے حدیثوں سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا فقط نواسہ ہونا نہیں بلکہ "ابن" بیٹا ہونا ثابت کیا ہے اور عقلی طور پر اپنے اس دعوی کو اس سے مُدَلَّلْ (پختہ) کیا ہے۔ کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ اپنے جسم کے دوسرے نصف حصہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے خَلْقَۃً (جسم مبارک) بہت زیادہ مشابہ تھے۔

پس جو کمال بیٹے کو ملا وہ باپ ہی کو ملا۔ کیونکہ گو انجیل میں ہے کہ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب بیٹے کا ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بیٹے کا ہے سب باپ کا ہے اور اس بنیاد پر شاہ صاحب کا یہ قول بالکل درست ہے کہ جو فضیلت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہما کو حاصل ہوئی وہ دراصل سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فضائل میں داخل سمجھی جائے گی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب منصبِ خلافت سنبھالا تو ان کے عہد (زمانہ) میں سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر سات، آٹھ برس سے زیادہ نہ تھی۔

تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت ابو بکر نبیرہ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بڑے قدر دان تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عہ کا بہت احترام و تعظیم کرتے تھے یہی کیفیت حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہم کی تھی۔ سیدنا عمر و امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی بیشمار محبت و پیار کی داستانیں ہیں جنہیں فقیر آگے تفصیل سے عرض کرے گا۔

---

[15] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، 5/ 617، الحديث3775، دار الكتب العلمية)

(سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، أبواب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فضل الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب رضي الله عنهم، 1/ 51، الحديث144، المكتبة العلمية)

[16] (تاريخ بغداد،محمد بن جعفر بن محمد بن علي أبو جعفر ،حرف الحاء، ذكر من اسمه محمد واسم أبيه الحسن ،محمد بن الحسن بن محمد بن زياد أبو بكر المقرئ النقاش ، 2/ 606، دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2002 م)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ عثمانی میں دورِ جوانی: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے جوان ہو چکے تھے۔ چنانچہ سب سے اوّل اسی عہد میں میدانِ جنگ میں قدم رکھا۔ ۳۰ھ میں طبرستان کے معرکہ میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔[17] (ابن اثیر اور طبری)

ابن خلدون لکھتے ہیں: حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لشکر میں شامل تھے جس نے مصر کو فتح کرنے کے بعد افریقہ سے ہوتے ہوئے مغرب تک پیش قدمی کی تھی۔[18]

فتنہ کے زمانہ میں جب باغی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کاشانہ عثمانی کی حفاظت کر رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ باغیوں کو سامنے سے حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ انہوں نے پچھلی طرف سے چھپ کر حملہ کیا۔[19]

عمرو بن العاص اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم: ایک روز عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے آرہے ہیں ان کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اس زمانہ میں اہل آسمان کے نزدیک سارے اہل زمین سے زیادہ محبوب ہیں۔[20]

دورِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: جب خلافت سپرد کر دی گئی تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی برادر بزرگ (امام حسن رضی اللہ عنہ) کے فیصلے کے سامنے سر خم کرنا پڑا۔ آپ اس زمانے کی لڑائیوں میں برابر شریک ہوئے۔ چنانچہ ۴۹ھ میں قسطنطنیہ کی مشہور مہم میں مجاہدانہ شرکت کی تھی۔ مشہور عیسائی مؤرخ "گبن" اپنی کتاب "زوالِ روما" میں اس مہم میں آپ کی شرکت اور آپ کے شجاعانہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: حسن کے برادر خورد حسین نے اپنے باپ کی شجاعت بسالت سے بطور ورثہ حصہ پایا ہے۔[21] چنانچہ قسطنطنیہ میں عیسائیوں کے خلاف جو جنگ ہوئی اس میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امتیازی کارنامے انجام دیئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت کے واقعات نیاز مندانہ فقیر کی کتاب "الرفاهية فى النابية عن ذمة معاوية" میں پڑھئے۔

---

[17] (تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري، سنه ثلاثين، 4/ 269، دار المعارف بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ - 1967 م)

(البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، سنة ثلاثين من الهجرة النبوية، 7/ 292، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

[18] (تاريخ ابن خلدون، الكتاب الثاني ويشتمل: أخبار العرب وأجيالهم ودولهم منذ مبدإ الخليقة إلى هذا العهد، القول في أجيال العرب وأوليتها واختلاف طبقاتهم وتعاقبها وأنساب كل طبقة منها، الطبقة الثالثة من العرب وهم العرب التابعة للعرب وذكر افاريقهم وأنسابهم وممالكهم وما كان لهم من الدول على اختلافها والبادية والرحالة منهم وملكها، الغزوات، الخلافة الإسلامية، ولاية عبد الله بن أبي سرح على مصر وفتح افريقية، 2/ 574، دار الفكر، بيروت، الطبعة: الأولى، 1401 هـ - 1981 م)

[19] (تاريخ الخلفاء، الخلافة الراشدة، خلافة أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله عنه، [٢٣ - ٣٥ هـ]، فصل في خلافته رضي الله عنه، قصة استشهاد سيدنا عثمان رضي الله عنه، ص274، دار المنهاج – جدة، الطبعة: الثانية، 1434 هـ - 2013 م)

[20] (الطبقات الكبرى، الحسين بن علي رضي الله عنه، 1/ 395، مكتبة الصديق – الطائف،الطبعة: الأولى، 1414 هـ - 1993 م)

(تاريخ دمشق لابن عساكر، حرف الحاء، الحسين بن علي بن أبي طالب ابن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف أبو عبد، 14/ 179، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415 هـ - 1995 م)

[21] "Hosein, the younger brother of Hassan, had inherited the courage and soul of his father Ali"...

(The History of the Decline and Fall of the Roman Empire, p. 932, printed by J. R. and C. Childs.)

بیشمار فضائل میں سے چند فضائل ملاحظہ ہوں۔

☆حضرت حذیفہ الیمان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسرور دیکھا اور وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

وكيف لا أسر وقد أتاني جبريل فبشرني أن حسنا وحسينا سيدا شباب أهل الجنة وأبوهما أفضل منهما.[22] (کنزالعمال، ج۷، ص۱۰۸)

یعنی کیسے مسرور نہ ہوں جب کہ جبرائیل امین (علیہ السلام) میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بلاشبہ حسن و حسین (رضی اللہ تعالی عنہم) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بھی افضل ہے۔

☆حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا:

أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَابْنَيْكِ سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ[23] (البدایہ والنھایہ، ص۳۵،۱۱)

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے بیٹے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں۔

☆حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

الحسنُ والحسينُ سَيِّدا شَبابِ أهلِ الجنَّة[24] (البدایہ والنھایہ، ص۳۵،۱۱)

یعنی حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہم دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

☆حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سره أن ينظر الى رجل من أهل الجنة وفي لفظ الى سيد شباب اهل الجنة فلينظر الى الحسين بن علي[25]

(ابن حیان ابو علی، ابن عساکر، نور الابصار، ص۱۳۹)

یعنی جس کیلئے باعث مسرت ہو کہ وہ کسی جنتی مرد کو دیکھے (اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو دیکھے) تو اس کو چاہئے کہ وہ حسین بن علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کو دیکھے۔

☆حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہم کو لئے ہوئے فرمارہے تھے: هذان ابناي وابنا ابنتي اللهم إني أحبهما فأحبهما وأحب من يحبهما[26] (ترمذی شریف)

یعنی یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔اے اللہ! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ان کو محبوب رکھ، جو ان کو محبوب رکھے۔

---

[22] (كتاب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، حرف الفاء، تابع كتاب الفضائل من قسم الأفعال، فضائل أهل البيت، فصل في فضلهم مفصلا، فضل الحسنين رضي الله عنهما، 13/ 665، الحديث37697، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1405 هـ - 1985 م)

[23] (مسند البزار = البحر الزخار، مسند علي بن أبي طالب، ومما روى عبد الله بن نجي عن، علي، 3/ 102، الحديث885، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت 1988 م، وانتهت 2009 مئ)

[24] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة تسع وأربعين، 8/ 36، دار ابن كثير، دمشق - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

[25] (نور الأبصار في مناقب آل بيت النبي المختار، فصل في ذكر الحسين،ص193، دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، 2003م)

(المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر رؤيا عبد الله بن سلام وتعبيره، 4/ 513، الحديث5810، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

[26] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، 5/ 615، الحديث3769، دار الكتب العلمية)

فائدہ: یہ احادیث مبارکہ آیت ذیل کی مصداق ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (شوری:23)

ترجمہ: فرمادیجئے اے لوگو میں تم سے اس (ہدایت و تبلیغ) کے بدلے کچھ اجرت وغیرہ نہیں مانگتا سوائے قرابت کی محبت کے۔

چنانچہ روایت اس کی مؤید (تائید کرنے والی) ہے۔

☆حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

{لَا أَسأَلكُم عَلَيْهِ أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى} أَن تحفظوني فِي أهل بَيْتِي وتودّوهم بِي[27] (در منثور)

یعنی لوگو میں تم سے اس ہدایت و تبلیغ کے بدلے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ سوائے قرابت کی محبت کے اور یہ کہ تم میری حفاظت کرو، میرے اہل بیت کے معاملے اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو۔

فائدہ: ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جس کا ایمان تابناک (روشن و منور) ہے وہ اہل بیت اور سادات سے محبت کرتا ہے جس کا دل تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے وہ ان سے بغض اور نفرت کرتا ہے۔

☆حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

من أحبني وأحب هذين وأباهما وأمهما كان معي في درجتي يوم القيامة[28]

یعنی جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں (حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کے باپ (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کی ماں (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو محبوب رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

☆حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من أحب الحسن والحسين فقد أحبني ومن أبغضهما فقد أبغضني[29] (ابن ماجہ ص ۲۴، مستدرک حاکم، ج ۳ ص ۱۲۹)

یعنی جس نے حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو محبوب رکھا اس نے در حقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے در حقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

☆حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) دونوں میرے بیٹے ہیں۔

من أحبهما أحبني ، ومن أحبني أحبه الله ، ومن أحبه الله أدخله الجنة ، ومن أبغضهما أبغضني ، ومن أبغضني أبغضه الله، ومن أبغضه الله أدخله النار[30] (مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۱۶۶)

---

[27] (الدر المنثور في التفسير بالمأثور، الشورى: 21، 7/ 348، دار الفكر - بيروت)

[28] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، 5/ 600، الحديث3733، دار الكتب العلمية)

[29] (سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، أبواب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فضل الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب رضي الله عنهم، 1/ 51، الحديث143، المكتبة العلمية)

(المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، حديث تسمية الحسن والحسين رضي الله عنهما، 4/ 156، الحديث4829، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

[30] (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، حديث تسمية الحسن والحسين رضي الله عنهما، 4/ 156، الحديث4829، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

یعنی جس نے ان دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہم) کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو دوزخ میں داخل کیا۔

☆حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ لَا يبغضنا أهل الْبَيْت أحد إِلَّا أدخلهُ الله إِلَى النَّار[31] (زرقانی علی المواہب، ص ۱۲۰، الصواعق، ص ۱۷۲)

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس کسی نے بھی ہمارے اہل بیت سے بغض رکھا اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ایک کندھے پر حسن اور دوسرے کندھے پر حسین تھے۔ آپ کبھی حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چومتے اور کبھی حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا:

يا رسول الله والله إنَّك لتُحبُّهما! فقال: "مَنْ أَحبَّهما فقد أَحبَّني، ومَنْ أَبْغَضَهما فقد أَبْغَضَني[32] (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۳۵)

یعنی آپ ان دونوں کو محبوب رکھتے ہیں؟ فرمایا: جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے در حقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

☆حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أن النبي صلى الله عليه وسلم أبصر حسنا وحسينا فقال اللهم إني أحبهما فأحبهما[33] (ترمذی شریف)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو کہا اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھے۔

☆حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے۔

فقلت: يا رسول أتحبهما؟ فقال ومالي لا أحبهما وإنهما ريحانتي من الدنيا.[34] (کنز العمال، ص ۱۱۰)

یعنی میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

---

[31] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، المقصد الثالث فيما أشارت إليه من التحذير من بغضهم، 2/ 503، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

[32] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة إحدى وستين، فصل في ذكر شيء من فضائله، 8/ 287، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ – 2013 م)

[33] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، 5/ 620، الحديث3782، دار الكتب العلمية)

[34] (كتاب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، حرف الفاء، تابع كتاب الفضائل من قسم الأفعال، فضائل أهل البيت، فصل في فضلهم مفصلا، فضل الحسنين رضي الله عنهما، 13/ 671، الحديث37715، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1405 هـ – 1985 م)

☆حضرت زید بن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا: بیٹی! اس کو رونے نہ دیا کرو۔ألم تعلمي أن بكاءه يؤذيني [35] (تشریف البشر، ص۲۵، نور الابصار، ص۱۱۲)

یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

فائدہ: امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زندگی اقدس میں اس طرح صاحبزادگی سے بسر فرمائی اور یہ عرصہ سات سال کا ہے۔ کیونکہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر بقول بعض مؤرخین، سات سال تھی اور یہ سعادت ایسی ہے کہ جسے صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم کی قدر و منزلت معلوم ہے۔ لیکن یزید خبیث کو امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے مقابلہ میں لانا، سفاہت و حماقت (بے وقوفی) ہے۔

☆حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ سلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا یہ کیا ہے؟

فكشفه فإذا هو حسن وحسين على وركيه، فقال: هذان ابناي وابنا ابنتي، اللهم! إني أحبهما فأحبهما وأحب من يحبهما.[36]

(کنز العمال، ص ۱۰)

یعنی پس آپ نے کپڑا اٹھایا تو وہ حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہم تھے۔ فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان کو محبوب رکھے اس کو بھی محبوب رکھ۔

☆حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے:

فجاء الحسن والحسين، فجعلا يَثِبَانِ على ظَهره إذا سجد، فأراد الناس زَجْرَهما، فلمّا سلَّم قال للناس: "هذانِ ابنايَ، مَنْ أَحَبَّهُما فقد أَحَبَّني".[37] (البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۳۵)

یعنی تو حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہم آئے۔ جب آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو وہ دونوں آپ کی پشت انور پر سوار ہو گئے۔ لوگوں نے چاہا کہ ان کو منع کریں۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا، یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا۔

☆حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ،

دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وهو حامل الحسن والحسين على ظهره وهو يمشي بهما فقلت: نعم الجمل جملكما! فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ونعم الراكبان هما.[38] (کنز العمال، ج۷، ص۱۰۸، البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۳۶)

---

[35] (نور الأبصار في مناقب آل بيت النبي المختار، فصل في ذكر الحسين ،ص193، دار الكتب العلمية ـ بيروت، لبنان، 2003م)

[36] (كتاب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، حرف الفاء، تابع كتاب الفضائل من قسم الأفعال ، فضائل أهل البيت، فصل في فضلهم مفصلا، فضل الحسنين رضي الله عنهما، 13/ 671، الحديث37714، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1405 هـ - 1985 م)

[37] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة تسع وأربعين، 8/ 36، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

[38] (كتاب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، حرف الفاء، تابع كتاب الفضائل من قسم الأفعال ، فضائل أهل البيت، فصل في فضلهم مفصلا، فضل الحسنين رضي الله عنهما، 13/ 664، الحديث37693، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1405 هـ - 1985 م)

(البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة تسع وأربعين، 8/ 37، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہم کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا: (اے شہزادہ) تمہارا اونٹ کتنا اچھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: سوار بھی بہت اچھے ہیں۔

کسی شاعر نے اسے یوں ادا فرمایا ہے: بہر آن شہزادہ خیر الملل...دوش ختم المرسلین نعم الجمل [39]

☆حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

أي أهل بيتك أحب إليك قال الحسن والحسين وكان يقول لفاطمة ادعي لي ابني فيشمهما ويضمهما إليه [40]

(ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، ص ۵۷۱)

یعنی آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا، حسن و حسین (رضی اللہ تعالی عنہم) اور آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرماتے ہیں، میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ دونوں کو سونگھتے اور اپنے سینے سے چمٹا لیتے۔

پھول کی طرح سے سونگھتے تھے ان کو مصطفی ﷺ...جب کبھی ہوتے تھے نانا سے بہم (بغل گیر) حضرت حسین

☆حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ،

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ: «أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ» . [41]

(ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، ص ۵۶۹، البدایہ والنہایہ)

یعنی علی و فاطمہ حسین و حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق فرمایا کہ جو ان سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح رکھے میں ان سے صلح رکھنے والا ہوں۔

فائدہ: ان تمام احادیثِ صحیحہ سے وجوبِ محبتِ اہل بیت اور تحریم بغض و عداوت صراحت ثابت ہے۔ [42]

یہی وجہ ہے کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ کرام علیہم الرضوان اہل بیت نبوت کی بہت زیادہ تعظیم و توقیر کرتے اور ان سے الفت و محبت رکھتے۔

☆حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی۔آپ نے میرے چلنے کی آواز سنی تو فرمایا کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا! ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! فرمایا:

«مَا حَاجَتُكَ؟ غَفَرَ اللهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ» [43] (ترمذی، مشکوۃ، ص ۵۷)

---

[39] "(امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان یہ ہے کہ) امتوں میں سب سے بہترین امت کے اس شہزادے (نواسے) کے لیے، تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد ﷺ کا مبارک کاندھا (دوش) سب سے بہترین سواری (نعم الجمل) تھا۔" (نورانی اویسی)

[40] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، 5/ 616، الحديث3772، دار الكتب العلمية)

(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثاني، 3/ 1738، الحديث 6167 ـ(33)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[41] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم، 5/ 656، الحديث3870، دار الكتب العلمية)

(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثاني، 3/ 1735، الحديث 6154 ـ(20)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

(البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة تسع وأربعين، 8/ 38، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

[42] (یعنی اہل بیت سے محبت کا لازم ہونا اور ان سے بغض و دشمنی کا حرام ہونا واضح طور پر ثابت ہے۔ (س رضا)

[43] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، 5/ 617، الحديث3775، دار الكتب العلمية)

(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثاني، 3/ 1738، الحديث 6169 ـ(35)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

یعنی تجھے کیا حاجت ہے اللہ تجھ کو اور تیری والدہ کو بخشے (پھر) فرمایا: یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ اس نے اپنے رب عزوجل سے مجھے سلام کرنے اور مجھے بشارت دینے کیلئے اجازت مانگی ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین (رضی اللہ تعالی عنہم) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

☆حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ،

«حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبطٌ مِنَ الأسباط»[44] (ایضا)

یعنی حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ جو حسین سے محبت کرے اللہ تعالی کا محبوب ہوگا۔ حسین اَسْبَاطْ (اولاد) میں سے ایک سِبْط (اولاد) ہے۔

یعنی جیسے اولاد یعقوب علیہ السلام بکثرت ہے ایسے ہی امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد کثرت ہوگی۔ یہ معجزہ غیب سے متعلق ہے کہ آج دنیا بھر میں حسینی سادات کی کثرت ہے بہ نسبت حسنی سادات کے۔

قال: سمعت أبا هريرة يقول: أبصرت عيناي هاتان، وسمعت أذناي رسول الله ﷺ، وهو آخذ بكفي حسين، وقدماه على قدم رسول الله ﷺ وهو يقول: "ترق عين بقه" ، قال: فرقي الغلام حتى وضع قدميه على صدر رسول الله ﷺ، ثم قال له رسول الله ﷺ: "افتح فاك"، ثم قبله، ثم قال: "اللهم أحبه، فإني أحبه"[45] (الاصابہ لابن حجر رحمہ اللہ)

یعنی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: میری ان آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے پاؤں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاؤں پر رکھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمارہے تھے: اے ننھے قدموں والے چڑھ آچڑھ آ۔ چنانچہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ جسم اطہر پر چڑھنے لگے یہاں تک کہ اپنے قدم حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سینہ پر رکھ دیئے، پس حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: منہ کھول، پھر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے لعاب دہن ڈالا اور منہ چوم لیا۔ پھر کہا اے اللہ! اسے محبوب رکھ، کیونکہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں۔

فائدہ: جس کی تربیت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی گود مبارک میں ہو، جس کے منہ میں مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا لعاب دہن ہو اس کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

☆ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے فرمایا: وہ شوخ لڑکا کہاں ہے؟ (یعنی سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ) سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ آئے اور آپ کی گود میں گر پڑے اور آپ کی داڑھی مبارک میں انگلیاں ڈالنے لگے۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

---

[44] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، 5/ 617، الحديث3775، دار الكتب العلمية)

(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثاني، 3/ 1738، الحديث 6169 ـ(35)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[45] (الاستيعاب في معرفة الأصحاب، وصلة تاريخ الطبري، باب حرف الحاء، باب الأفراد في الحاء، الحسين بن علي بن أبي طالب، 2/ 439، ركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية – مصر، الطبعة: الأولى، 1440 هـ – 2019 م)

نے حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے منہ پر بوسہ دیااور فرمایا: یااللہ ! میں حسین سے محبت کرتاہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اس سے بھی جو حسین سے محبت کرے۔[46]

فائدہ: کیسی شان ہے حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی کہ محبوب خدا(ﷺ) کی گود میں لیٹے اور کاندھوں پر سوار ہوئے لعاب دہن نوش فرمایا۔طرح طرح کی نبوت نوازشوں سے نوازے گئے۔سات سال مسلسل حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نگاہوں سے نوازے گئے۔کیونکہ جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر مبارک سات سال تھی،اسی لئے ہم اہلسنت حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہم دونوں شہزادوں کو صحابی مانتے ہیں لیکن قسمت کے مارے خوارج زمانہ ان کی نہ صرف صحابیت کے منکر بلکہ اکثر کمالات کو مانتے ہی نہیں۔

تفصیل آتی ہے۔مزید فضائل کیلئے فقیر کی کتاب "ذکرِ اہل بیتِ کرام" کا مطالعہ کیجئے۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت وریاضت: ان گوناں گوں صفات کی حامل یہ ہستی عبادت وریاضت میں بھی ایک مثالی ہستی تھی۔چنانچہ آپ کے دن رات درس وتدریس میں گزرتے تھے اور نماز کے وضو کی تجدید فرماتے اور رکوع وسجود کی حالت میں پوری پوری رات گزر جاتی اور چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا جب لوگوں نے اس کیفیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص دنیا میں خدا سے ڈرتا ہے وہ قیامت کے روز مامون (محفوظ) رہتا ہے۔

علم وفضل: "استیعاب" و "اسد الغابہ" میں لکھا ہے کہ علمائے تاریخ وسیَرِ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے علم وفضل کے بارے میں متفق الرائے ہیں۔بڑے بڑے صحابہ بھی بعض مسائل میں آپ کی علمی صلاحیتوں سے استفادہ کرتے تھے۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ خود بھی ایک بلند پایہ عالم اور فقیہ تھے،اسیر (قیدی) کی رہائی کے سلسلہ میں مسئلہ دریافت کرنے کیلئے آپ کے پاس گئے۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا،قیدی کی رہائی کا ذمہ دار کون ہے؟آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی کفالت میں لڑتے ہوئے وہ گرفتار ہوا،ان کا فرض ہے کہ وہ اسے آزاد کرائیں۔[47]

خوردسال بچہ کا وظیفہ: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ ہی کے استفسار کے جواب میں آپ نے بچہ کے وظیفہ کے بارے میں یہ فتوی دیا کہ بطن مادر سے نکلنے کے بعد جب بچہ آزاد ہے وہ وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔[48]

فرمودات وارشادات: افسوس کہ عقیدت مندانِ (عقیدت رکھنے والے،محبت کرنے والے) حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے،حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی زندگی کے اس پہلو کو نظر انداز کیا ہوا ہے۔ان کے بیانوں میں شجاعت بہادری کے واقعات ملتے ہیں لیکن یہ نہیں بیان کیا جاتا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ ایک بہت بڑے مُعلّمِ اخلاق (اخلاق کی تعلیم دینے والے استاد) بھی تھے،ایک طرف تو آپ میدانِ کارزار (جنگ کا میدان) میں تلواروں کے سائے میں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ جب حق وباطل میں ٹکراؤ اور مقابلے کا مرحلہ درپیش (سامنے آنے والا) ہو تو حق کی حمایت اور مدافعت (دفاع) اور باطل کی ہزیمت (شکست) وسرکوبی (کچل

---

[46] (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ستشهد الحسين يوم الجمعة يوم عاشوراء، 4/ 174، الحديث4876، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

[47] (الاستيعاب في معرفة الأصحاب، وصلة تاريخ الطبري، باب حرف الحاء، باب الأفراد في الحاء، الحسين بن علي بن أبي طالب، 2/ 440، ركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية – مصر، الطبعة: الأولى، 1440 هـ – 2019 م)

[48] (الاستيعاب في معرفة الأصحاب، وصلة تاريخ الطبري، باب حرف الحاء، باب الأفراد في الحاء، الحسين بن علي بن أبي طالب، 2/ 441، ركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية – مصر، الطبعة: الأولى، 1440 هـ – 2019 م)

دینے) کیلئے تیار ہو جاؤ اور اپنے مال واسباب (سامان) کے علاوہ اس پر اپنی اولاد بھی قربان کر دو مگر باطل کے سامنے سر تسلیم خم (اطاعت میں سر جھکایا) نہ کرو لیکن دوسری طرف آپ کی یہ حالت ہے کہ جب گوشۂ عافیت (امن وسکون کی جگہ) میں بیٹھتے ہیں تو اسلامی معاشرے کی فلاح و بہبود (بھلائی اور ترقی) کے طریق کار پر غور کرتے نظر آتے ہیں، اس سلسلے میں ان کے بلند پایہ (اعلیٰ درجے کے) خطبات شاہد (گواہ) ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

ایمان افروز خطبہ: میدانِ کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ پورے اطمینان سے اتر کر لشکر یزید کا جائزہ لے رہے تھے کہ لشکر یزید سے آواز آئی۔ حسین! دیر کیوں کر رہے ہو؟ کیا یزید کی بیعت کے متعلق سوچ رہے ہو؟ عمرو بن سعد کی اس بدزبانی سے حیدری خون جوش میں آگیا اور گھوڑے کو ایڑی لگائی اور تنہا لشکر اعداء (دشمن کا لشکر) کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا:

"فرمایا: اے باطل پرستو اور دین کے دشمنو! سنو اور غور سے سنو کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ کون ہے اور جس کے خون کے پیاسے ہو اس کی شان کیا ہے؟ میرے حسب نسب کو یاد کرو، میں اس رسول کا نواسہ ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو، میں اس باپ کا بیٹا ہوں جو تمہارا خلیفہ اور امام تھا اور میں اس ماں کا فرزند ہوں جس کی فرشتوں کو شرم تھی۔ میرا خاندان خاندانِ نبوت ہے، میرا گھرانہ نورانی اور پاک ہے۔ آیتِ تطہیر ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔

امام انبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دوش (کاندھوں) پر سوار ہونے والا حسین ہوں۔ میں محبوبِ خدا کی زلفوں سے کھیلنے والا حسین ہوں۔ میرا کوئی قصور ہے تو بتاؤ! میرا کوئی جرم ہے تو ثابت کرو! اور میرا کوئی گناہ ہے تو آواز دو! اور میں خود نہیں آیا، تمہارے بلانے پر آیا ہوں، تمہارے سینکڑوں خط میرے پاس موجود ہیں اور پھر آپ نے ایک ایک کا نام لیکر مخاطب کیا اور فرمایا کہ دنیا کے لالچ میں آکر اور یزید کے غیر اسلامی دربار سے انعام واکرام پانے کے طمع میں عزت پیغمبر کو ہلاک کرنے کا ارادہ اب بھی چھوڑ دو اور اپنی عاقبت کو سنوارو۔ میرا خدا تمہیں ضرور معاف کر دے گا۔[49]

ہاں! تمہاری نظر میں اگر میرا قصور ہے تو وہ یہ کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا اور ایک فاسق وفاجر کے آگے سر نہیں جھکاتا تو سن لو! میں اپنا سب کچھ قربان کر دونگا، بھوک اور پیاس برداشت کر لونگا۔ اکبر اور اصغر کو ہنس کے نثار کر دونگا اور خود بھی نیزے پر چڑھ جاؤنگا۔ مگر فاطمہ کے لال سے یہ توقع نہ رکھو کہ وہ بھوک اور پیاس، خوف وہراس اور قتل اولاد کے ڈر سے یزید کی بیعت کر لے گا۔

شعروشاعری: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے شاعری کو فن (ہنر) کی حیثیت سے کبھی اختیار نہیں فرمایا اور نہ کسی اپنے کلام کو جمع کرنے کا التزام (پابندی یا اہتمام) کیا لیکن فطرت کی طرف سے طبع موزوں (شاعرانہ ذوق رکھنے والی طبیعت)، عقل سلیم (درست اور متوازن عقل) اور ذہن رسالے (تیز، پختہ اور بلند ذہن) کر آئے تھے اور شدتِ احساس (گہری جذباتی کیفیت) کی دولت سے مالا مال تھے، اس لئے بسا اوقات حالات وواقعات اور قدرتی مناظر سے متاثر ہو کر آپ پر شاعرانہ کیفیت طاری (غالب) ہو جاتی تھی اور اس حالت میں زبان پر بے ساختہ موزوں کلام (وزن وترتیب والا کلام) جاری ہو جاتا ہے۔ اور یہ کلام انتہا پاکیزہ (نہایت صاف وعمدہ) اور فصاحت (الفاظ کی صفائی ودرستگی) وبلاغت (موثر اور بلیغ اندازِ بیان) کے اعتبار سے بلند پایہ ہوتا تھا۔

بطور نمونہ یہاں صرف دو شعر نقل کئے جاتے ہیں:

إذا ما عضك الدهر ... فلا تجنح إلى الخلق

ولا تسأل سوى الله ... تعالى قاسم الرزق

---

[49] (تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري، سنه احدى وستين، مقتل الحسين رضوان الله عليه،، 5/ 424، دار المعارف بمصر، الطبعة: الثانية 1387 هـ - 1967 م)

یعنی دنیا کی طرف سے جب تمہیں تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے جو روزی رساں ہے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرو۔

فلو عشت وطوفت ... من الغرب إلى الشرق

لما صادفت من قدر ... أن يسعد أو يشقي[50]

یعنی اگر تمہیں زندگی بھی مل جائے اور مشرق سے لے کر مغرب تک بھی ہو آؤ، تب بھی تمہیں کوئی ایسا نہیں ملے گا جو خوش بخت یا بد بخت بنانے کی قدرت رکھتا ہے۔

امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی سخاوت:

☆حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نہایت سخی اور لوگوں کی امداد میں اپنی جان و مال پیش کرنے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کیلئے کسی کی حاجت پوری کرنا، میں اپنے ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر سمجھتا ہو۔[51]

☆ابن عساکر لکھتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ خدا کی راہ میں کثرت سے خیرات کرتے تھے کوئی سائل بھی آپ کے دروازے سے ناکام واپس نہ لوٹتا تھا۔ایک دفعہ ایک سائل مدینے کی گلیوں میں پھرتا پھرتا در دولت پر پہنچا اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے، سائل کی صدا سن کر جلدی جلدی نماز ختم کی۔ باہر نکلے، سائل پر فقر و فاقہ کے آثار نظر آئے اس وقت قنبر خادم کو آواز دی قنبر حاضر ہوا۔آپ نے پوچھا، ہمارے اخراجات میں کچھ باقی رہ گیا ہے؟ قنبر نے جواب دیا، آپ نے دو سو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کیلئے دیئے تھے وہ ابھی تقسیم نہیں کئے گئے ہیں۔ فرمایا: اس کو لے آؤ اہل بیت سے زیادہ ایک اور مستحق آگیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت دو سو کی تھیلی منگا کر سائل کے حوالے کر دی اور معذرت کی کہ اس وقت ہمارا ہاتھ خالی ہے اس لئے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکتے۔

☆سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے سخاوت کی اس نے نفع پایا اور جس نے بخل کیا وہ ذلیل ہوا، جس نے اپنے بھائی سے نیکی کرنے کی جلدی کی، وہ کل اپنے رب کے حضور پیش ہوتے وقت اس کو پالے گا۔[52]

قدر والے جانتے ہیں قدر امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی: یہ بحث طویل ہے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ قدر و منزلت کیا کم ہے کہ آپ امام الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے جگر گوشہ اور نواسہ بے مثال ہیں۔اس نسبت کی قدر و منزلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے ہیں یا اولیاء کرام رحمہم اللہ یا پھر وہ عوام جو صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے نیاز مند۔ فقیر چند نمونے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے حالات کے عرض کرتا ہے۔

امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ: تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آپ نے وہی روزینہ (وظیفہ) قبول کیا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا تھا، صحابہ کرام نے حالات کا اندازہ کر کے اسے بڑھانا چاہا تو خود عرض

---

[50] (الدر الفريد وبيت القصيد،حرف الألف، الحسين بن علي عليهما السلام: [من الهزج] ،3/ 208، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1436 هـ – 2015 م)

[51] (اصطناع المعروف لابن أبي الدنيا، الجزء الثاني بسم الله الرحمن الرحيم،ص81، رقم الحديث 95، دار ابن حزم، الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

[52] (مختصر تاريخ دمشق، حرف الحاء المهملة، الحسين بن علي بن أبي طالب عليهما السلام،7/ 131إلى132، دار الفكر للطباعة والتوزيع والنشر، دمشق – سوريا، الطبعة: الأولى، 1402 هـ – 1984م)

(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، جماع أبواب بعض فضائل آل رسول الله – صلى الله عليه وسلم – والوصية بهم ومحبتهم والتحذير من بعضهم وذكر أولاد رسول الله – صلى الله عليه وسلم – وأولادهم – رضي الله تعالى عنهم –، الباب الثاني عشر في بعض ما ورد مختصا بسيدنا الحسين – رضي الله تعالى عنه – من المناقب غير ما تقدم، الثالث عشر: في خروجه إلى أرض العراق – رضي الله تعالى عنه – ونهي ابن عمر وابن عباس وابن الزبير وغيرهم إياه الخ ،11/ 78 ، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1414 هـ – 1993 م)

کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ حضرت ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا یعنی آپ کی لخت جگر کو وسیلہ بنایا اور اُن سے اپنا نام مخفی رکھنے کی درخواست کی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے بات کی تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا: جس چیز پر رسولِ خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے قناعت فرمائی میں اضافہ نہیں کروں گا۔ پھر ان سے پوچھا، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا لباس کیا تھا؟ کہا دو لباس تھے، انہیں میں وہ وفود سے ملتے تھے اور جمعہ کے روز پہنتے تھے۔ پھر سوال کیا، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین کھانا کیا تھا؟ جواب ملا، جو کی روٹی تھوڑے سے گھی میں چور کر لیتے تھے، اسے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ پھر پوچھا، سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا بچھونا کیا تھا؟ بتایا: ایک عام سا کپڑا تھا۔ گرمیوں میں تہہ کر کے بچھا لیتے، سردیوں میں آدھا بچھاتے اور آدھا اوڑھ لیتے تھے۔ ارشاد ہوا: حفصہ! میرا روزینہ بڑھانے والوں کو بتادو میں بھی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیروی کروں گا اور فالتو اشیاء سے پرہیز کروں گا۔ لیکن نسبتِ نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر آپ جیسا شاہ خرچ ڈھونڈے سے نہ ملے، یہاں صرف امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ حاضر ہے۔

نسبتِ مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا احترام: عشق کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ محبوب کیساتھ نسبت رکھنے والوں کا بھی ادب واحترام کیا جائے۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ بھی اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالی علیہ سلم سے نسبت رکھنے والی شخصیتوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ وظائف مقرر کرتے وقت سب سے زیادہ وظیفہ (بیس، پچیس ہزار درہم کے قریب) عم رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو دیا۔ امہات المؤمنین کے وظیفے کی مقدار دس دس ہزار درہم تھی۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت تھی، لہذا ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کرنا چاہا مگر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ حبیب کبریا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سب ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالی عنہن) میں مساوات (برابری) رکھتے تھے۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے وظیفے کی مقدار پانچ ہزار درہم تھی۔ حضرت اسامہ بن زید (جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے صاحبزادے تھے) کا وظیفہ اپنے لخت جگر حضرت عبداللہ سے زیادہ مقرر کیا تو انہیں شکایت ہوئی۔ فرمایا ہاں! اس کا باپ رسول اللہ صلی اللہ تعلی علیہ وسلم کو تیرے باپ سے اور وہ خود تم سے زیادہ عزیز تھا۔[53] (رضی اللہ عنہم)

حسنین رضی اللہ عنہم سے پیار: حضرت عمر بھی حضرت حسن و حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے بہت محبت کرتے تھے اور دونوں کو ہمیشہ اپنے لڑکوں سے مقدم رکھتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے کچھ رقم تقسیم کی اور اس میں سے دونوں بھائیوں کو دس دس ہزار روپے دیئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بہت پہلے اسلام لایا اور ہجرت کی۔ اس پر بھی ان لڑکوں کو مجھ پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: عبداللہ مجھے تمہاری یہ بات سن کر بڑا رنج ہوا ہے۔ تم بتاؤ کہ تمہارا نانا ان کے نانا کی مانند تھا؟ کیا تمہاری ماں ان کی ماں کی مانند ہے؟ تمہاری نانی ان کی نانی کی مانند ہیں؟ کیا تمہارا ماموں ان کے ماموں کی مانند ہے؟ کیا تمہاری خالائیں ان کی خالاؤں کی مانند ہیں؟ سنو! ان کے بابا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں، ان کی والدہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) ہیں، ان کی نانی حضرت خدیجۃ الکبری (رضی اللہ تعالی عنہا) ہیں، ان کے

[53] (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب قسم الفيء والغنيمة، جماع أبواب تفريق ما أخذ من أربعة أخماس الفيء غير الموجف عليه، باب التفضيل على السابقة والنسب، 6/ 350 ، الحديث 12637، دار المعرفة)

ماموں رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم (رضی اللہ تعالی عنہ) ہیں۔ان کی خالائیں رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم (رضی اللہ عنہن ہیں) ان کے چچا جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔[54]

امام حسین رضی اللہ عنہ نہ صرف جگر گوشہ بلکہ صحابی رسول ﷺ بھی ہیں: ہم خوارج زمانہ پر حیران ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کمالات اور آپ کی اولاد کے مناقب و کرامات سے توضد! لیکن آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر قربان انہیں یقین ہو یانہ۔سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اپنے برادر مکرم سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی طرح صحابی ہیں۔امام بخاری جیسے ثقہ اور مستند امام نے بخاری جلد اول باب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحابی کی تعریف میں لکھا:

ومن صحب النبي صلى الله عليه وسلم أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه[55]

یعنی جس نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صحبت پائی یا آپ کو بحالت ایمان دیکھ لیا، (اور اسی حال میں وصال ہوا) وہ صحابی ہے۔

فائدہ: اس قاعدہ پر حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کی قسمت کی رفعت کا کیا کہنا کہ آنکھیں کھولیں تو رُخ مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نگاہ پڑی اور بار بار پڑی ٹکٹکی لگا کر چہرہ نبی کو دیکھا اور سیر ہو کر دیکھا۔جب کہ دوسرے بڑے اکابر صحابہ نے ہیبت نبوی سے چہرہ مبارک کو دیکھا تو سہی لیکن جی بھر کر نہ دیکھ سکے۔

ازالہ وھم: بعض ناعاقبت اندیش چند عبارات سے غلطی کا شکار ہوئے کہ نابالغ بچہ صحابی نہیں ہو سکتا۔ان کے اس غلط نظریئے کا رد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وَمِنْهُمْ مَنِ اشْتَرَطَ فِي ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ حِينَ اجْتِمَاعِهِ بِهِ بَالِغًا، وَهُوَ مَرْدُودٌ[56]

یعنی ان میں سے بعض نے شرط لگائی ہے کہ آدمی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صحبت اور زیارت کے وقت بالغ ہو تب صحابی ہوتا ہے یہ قول مردود ہے۔

یہ عقیدہ امام بخاری، امام احمد جمہور محدثین کا ہے، یعنی صحابی ہونے کیلئے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صحبت شرط ہے بلوغت شرط نہیں ہے جو بھی ایمان کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صحبت وبقا کا شرف حاصل کرے خواہ قبل البلوغ یا بعد البلوغ (بلوغت سے پہلے یا بعد میں) وہ صحابی ہے۔

چنانچہ مخالفین کے ممدوح حافظ ابن کثیر نے لکھا کہ،

والمقصودُ: أن الحسين عاصر رسول اللهﷺ وصحبه إلى أن توفي وهو عنه راض، ولكنه كان صغيرًا.[57]

اور مقصد یہ ہے کہ حسین مُعاصرِ رسول (آپ ﷺ کے زمانے کے) ہیں، جنہوں نے حضور کا زمانہ پایا اور ان سے راضی تشریف لے گئے۔

---

[54] (الرياض النضرة في مناقب العشرة، تابع القسم الثاني: في مناقب الأفراد، الباب الثاني: في مناقب أمير المؤمنين أبي حفص عمر بن الخطاب رضي الله عنه، الفصل التاسع: في ذكر نبذة من فضائله رضي الله تعالى عنه، 2/ 340، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية)

[55] (صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، 3/ 1334، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[56] (فتح الباري بشرح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ومن صحب النبي أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه، 7/ 4، المكتبة السلفية – مصر، الطبعة: «السلفية الأولى»، 1380 - 1390 هـ)

[57] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، سنة ستين من الهجرة النبوية، قصة الحسين بن علي وسبب خروجه [بأهله] من مكة [إلى العراق] في طلب الإمارة وكيفية مقتله، 8/ 218، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ - 2013 م)

یعنی اور مقصود یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور آپ کے وصال تک آپ کے ساتھ رہے، اس حال میں کہ حضور ان سے راضی تھے، لیکن اس وقت وہ کم سن (چھوٹی عمر کے) تھے۔(س رضا)

فإنه من سادات المسلمين وعلماء الصحابة، وابن بنت رسول اللّٰہ ﷺ التي هي أفضل بناته، وقد كان عابدًا وشجاعًا وسخيًا.[58](البدایہ،ص۲۰۳)

یعنی بے شک حسین سادات مسلمین میں اور علماء صحابہ میں سے ہیں اور اللہ کے رسول کی سب سے افضل صاحبزادی کے بیٹے ہیں اور وہ عابد، بہادر اور سخی تھے۔ محدثین کی جماعت میں سے حافظ شمس الدین ذہبی، جو جلیل محدث ہونے کے ساتھ ساتھ معلم وصوفی بھی ہیں۔

مرتبہ صحابیت: سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ عالم، متقی، عابد وزاہد، سخی اور اعلیٰ درجے کے بہادر اور جانباز تھے۔ان شرافتوں کے علاوہ آپ صحابی بھی ہیں جن کی شرافت اور عظمت قرآن حکیم اور حدیث شریف سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔اس لئے سلفِ صالحین اور متقدمین (پہلے زمانے کے علماء و بزرگ) صحابہ کرام پر نکتہ چینی (عیب نکالنے) کرنے والوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا، بلکہ انہیں زندیق (گمراہ اور باطنی عقائد رکھنے والا) کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ انہیں بدگویوں (برائی بیان کرنے والوں) کی جماعت میں شامل کرتے تھے، کیونکہ ان کے قلوب (دل) رذائلِ نفس (نفس کی برائیاں) سے پاک ہو چکے تھے۔قرآن کی آیات: وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ[59](بقرہ:129) شاہد (گواہ) ہیں کہ معلمِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی قرآن وسنت کی تعلیم کے ساتھ ان کا تزکیۂ نفس (باطنی پاکیزگی) فرمادیا تھا، اس لئے مال ودولت کی محبت وحکومت کے لالچ سے وہ بَری (پاک) تھے۔ان کی ولایت ان کے بعد ہونے والے اولیاء کرام سے بدرجہا (بہت زیادہ) اعلیٰ اور بلند تھی۔کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی صحابیت کے رتبہ ومقام کو نہیں پہنچ سکتا۔یہی وجہ ہے کہ اکابرینِ امت (امت کے بڑے علماء) نے عقائد ومسائل اور احکام میں صحابہ کو غیروں پر ترجیح (زیادہ درجہ) دی۔اس کلیہ (اصول) کو سامنے رکھ کر امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور یزید خبیث کی حیثیت کا موازنہ خود بخود کیجئے۔

بیعتِ یزید: مخالفین سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ پر صرف اسی لئے ناراض ہیں کہ آپ نے یزید کی بیعت کیوں قبول نہ کی، جبکہ اس کی خلافت پر اجماع ہو گیا۔ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ یزید کی بیعت اجماعی کہاں تھی وہ تو زبردستی سے تخت نشین بن بیٹھا اور تھا بھی خونخوار، ظالم اور پرلے درجے کا فاسق وفاجر۔بلکہ یزید کے دور منحوس کا تقاضا یہی تھا کہ اسے لمحہ بھر بھی مسلمانوں پر مسلط نہ ہونے دیا جائے جسے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے بے سروسامانی کے باوجود کر دکھایا۔

چنانچہ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہو گیا اور اپنے عُمَّالْ (گورنروں) کے ذریعے بیعت کی تجدید کرائی۔سیدنا حضرت حسین پاک رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے اور ان کے ہم خیال بہت سے لوگوں نے بیعت سے انکار کر دیا۔سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ میں بھی ان لوگوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا اور شامی لوگ ان کے قتل کرنے کو تیار ہو گئے تھے لیکن امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے شامیوں کو روکا اور کہا کہ کوئی شخص قریش کو بُری نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

---

[58] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة إحدى وستين، فصل: وكان مقتل الحسين ‌ يوم الجمعة، يوم عاشوراء من المحرَّم، 8/ 284، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ - 2013 م)

[59] ترجمہ: اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب پاکیزہ فرمادے۔(کنزالایمان)

ان حضرات کے انکار سے یزید کی بیعت اجتماعی نہ رہی۔ جن صحابہ نے بیعت کرلی تھی وہ ان کے اپنے اجتہاد کے مطابق کی تھی۔ جو شخص جبر و تشدد سے حکمران بن بیٹھے شریعت میں اس کو امیر المؤمنین کہنا جائز نہیں۔ اسی لئے سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ یزید کو امیر المؤمنین کہنے پر کوڑے مارتے تھے۔

غیر شرعی خلیفہ: جب یزید کی آمارات (حکومت، اقتدار) غیر شرعی (شریعت کے مطابق نہ ہونے والی) ٹھہری تو یزید شرعاً واجب الاطاعت (اطاعت لازم) نہ ہوا۔ کربلا اور واقعۂ حُرّہ[60] کے واقعات سے روزِ روشن (بالکل واضح) کی طرح یہ بات ظاہر ہے کہ اگر اس کی بیعت غیر شرعی نہ ہوتی تو حُرّہ و کربلا میں صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی جانوں کا نذرانہ (قربانی) پیش نہ کرتے، کربلا کے واقعات تو مشہور ہیں۔ حرہ (مدینہ منورہ کے ایک مقام) میں یزیدیوں کی طرف سے صحابہ و تابعین پر کیا گزری اس کی تفصیل کیلئے فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" کا مطالعہ کیجئے۔

ظالم و جابر کا مقابلہ: شہدائے کربلا اور شہدائے مدینہ منورہ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کہ انہوں نے ظالم بادشاہ کو کلمۂ حق (سچی بات) علی رؤوس الاشہاد (برملا، اعلانیہ طور پر) کہہ دیا کہ یزید فاسق مجاہر (اعلانیہ گناہ کرنے والا) ہے، از روئے شریعت (شریعت کے اعتبار سے) امیر المؤمنین نہیں ہو سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: أي الجهاد أفضل قال كلمة حق عند سلطان جائر[61]

یعنی ظالم بادشاہ کو حق بات کہہ دینا سب جہادوں سے افضل جہاد ہے۔

یزید کا فسق: یزید کا فسق متعدی (بڑھنے والا) تھا جس سے نظام شرعی مُختَل ہو گیا تھا۔ اس نے اکابر صحابہ کو کلیدی عہدوں سے معزول کیا اور اپنے نوجوان رشتہ داروں کو وہ مناصب عطا کئے۔ اکابر میں بہت کم لوگ کلیدی (بڑے) عہدوں پر باقی رہ گئے تھے اسی لئے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اس کے مقابلے کیلئے اُترے اور اُن کا حق تھا اور سالوں پہلے اس کی خبر نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دے دی تھی۔

علم غیب نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جھلک: رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یزید کی مُتَغَلَّبَانَہ آمارت (زبردستی قائم ہونے والی حکومت) سے اپنے صحابہ کرام کو آگاہ فرمادیا تھا اور اس کے ظلم و ستم سے ان کو ڈرایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کے ہاتھوں پر میری اُمت کی بربادی ہو گی۔ احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے صادق و مصدوق (سچے رسول) صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سنا کہ میری اُمت کی بربادی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہو گی۔[62]

سوال: اس حدیث میں لفظ جمع بالتصغیر آیا ہے اور آئندہ احادیث میں صَبِیَّانٌ (جمع صبی کی) آیا ہے۔ تم کہتے ہو کہ یہ یزید اور اسکے اَعوان کیلئے یہ لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ الفاظ غیر بالغوں پر بولے جاتے ہیں کیا یزید اور اسکے عُمّال (گورنر) غیر بالغ بچے تھے۔

---

[60] واقعۂ حرہ 63 ہجری میں مدینہ منورہ کے قریب پیش آیا۔ اس واقعہ کا پس منظر یہ تھا کہ مدینہ کے بہت سے اہلِ علم و صحابہ و تابعین نے یزید بن معاویہ کی بیعت ختم کر دی۔ اس کے جواب میں یزید نے ایک لشکر مدینہ کی طرف بھیجا جس کی قیادت مسلم بن عقبہ کر رہا تھا۔ مدینہ کے قریب مقام حرّہ پر سخت جنگ ہوئی جس میں مدینہ کے بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ اس کے بعد لشکر شہر میں داخل ہوا اور تاریخی روایات کے مطابق تین دن تک مدینہ میں سخت بد نظمی اور ظلم و ستم کے واقعات پیش آئے۔ اسی وجہ سے اس سانحہ کو اسلامی تاریخ کے انتہائی دردناک واقعات میں شمار کیا جاتا ہے۔ (س رضا)

[61] (مسند الإمام أحمد، أول مسند الكوفيين، حديث طارق بن شهاب رضي الله تعالى عنه، 4/ 315، الحديث18351، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

(سنن النسائي، كتاب البيعة، فضل من تكلم بالحق عند إمام جائر، 7/ 161، الحديث4209، مكتب المطبوعات الإسلامية، سنة النشر: 1414هـ/ 1994م)

[62] (صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء، 6/ 2589، الحديث6649، دار ابن كثير،سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

جواب:اس کا جواب علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

وَقَدْ يُطْلَقُ الصَّبِيُّ وَالْغُلَيِّمُ بِالتَّصْغِيرِ عَلَى الضَّعِيفِ الْعَقْلِ وَالتَّدْبِيرِ وَالدِّينِ وَلَوْ كَانَ مُحْتَلِمًا وَهُوَ الْمُرَادُ هُنَا[63]

یعنی میں کہتا ہوں صَبِی اور غُلَیِّم (چھوٹا لڑکا) کا لفظ تصغیر (اصطلاح نحو) کے ساتھ کبھی ضعیف العقل اور ضعیف التدبیر اور ضعیف الدین کیلئے بولا جاتا ہے، گو نوجوان ہو اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی تشریح میں دوسری روایت تحریر کی ہے جس سے اُمت کی بربادی کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: جَاءَ الْمُرَادُ بِالْهُلَاكِ مُبَيَّنًا فِي حَدِيثٍ آخَرَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ، أَخْرَجَهُ عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ. قَالُوا: وَمَا إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ؟ قَالَ: إِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ هَلَكْتُمْ - أَيْ فِي دِينِكُمْ - وَإِنْ عَصَيْتُمُوهُمْ أَهْلَكُوكُمْ؛ أَيْ فِي دُنْيَاكُمْ بِإِزْهَاقِ النَّفْسِ أَوْ بِإِذْهَابِ الْمَالِ أَوْ بِهِمَا[64] (فتح الباری، ص ۱۳)

یعنی ابن ابطال کہتے ہیں کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ میں ہلاکت امت کی مراد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری حدیث سے کھل جاتی ہے جس کو ایک اور سند سے علی بن معبد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالی سے اَمَارَةِ صَبِيَّانْ (لڑکوں کی حکومت) سے پناہ مانگتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا! لڑکوں کی حکومت کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو ہلاک ہو جاؤ گے (یعنی دین کے اعتبار سے) اور ان کی نافرمانی کروگے تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے (یعنی تمہاری دنیا کے اعتبار سے جان لے کر یا مال چھین کر یا دونوں لے کر)۔

فائدہ: اگر تم اَمَارَةِ صَبِيَّانْ (لڑکوں کی حکومت) کی اطاعت کروگے تو تمہارا دین برباد ہو جائیگا اور اگر نافرمانی کروگے تو تمہاری دنیا برباد ہو جائیگی۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی آئندہ روایت میں اَمَارَةِ صَبِيَّانْ (لڑکوں کی حکومت) کے زمانہ کی تعین فرما دی گئی۔

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَمْشِي فِي السُّوقِ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ لَا تُدْرِكْنِي سَنَةُ سِتِّينَ وَلَا إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ[65] (فتح الباری، ص ۱۲)

یعنی اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ بازاروں میں چلتے پھرتے کہتے تھے، اے اللہ ۶۰ھ کا زمانہ مجھ پر نہ گزرے اور اَمَارَةِ صَبِيَّانْ (لڑکوں کی حکومت) مجھے نہ پائے۔

فائدہ: ۶۰ھ میں اَمَارَةِ صَبِيَّانْ (لڑکوں کی حکومت) ہونا حدیث مذکور میں ابو ہریرہ کا قول ہے جو حکماً مرفوع ہے اور آئندہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا قول ہے:

---

[63] (فتح الباري بشرح البخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء، 13/ 9، المكتبة السلفية – مصر، الطبعة: «السلفية الأولى»، 1380 – 1390 هـ)

[64] (فتح الباري بشرح البخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء، 13/ 10، المكتبة السلفية – مصر، الطبعة: «السلفية الأولى»، 1380 – 1390 هـ)

[65] (فتح الباري بشرح البخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء، 13/ 10، المكتبة السلفية – مصر، الطبعة: «السلفية الأولى»، 1380 – 1390 هـ)

أنه سمع أبا سعيد الخُدْري يقول: سمعت رسول اللهﷺ يقول: "يكونُ خلفٌ من بعدِ ستِّينَ سنةً أضاعُوا الصَّلاةَ واتَّبعُوا الشَّهواتِ فسوفَ يلْقَوْنَ غَيًّا[66] (البدایہ والنہایہ،ج۸،ص۲۳۰)

یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ۶۰ ھ کے بعد ایسے خلف ہونگے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات نفس کی پیروی کریں گے تو وہ عنقریب غَیّ(وادی جہنم) میں ڈال دیئے جائیں گے۔

شارحین نے فرمایا: بخاری شریف کی دو شرحیں(عینی، فتح الباری) کی تحقیق سے بڑھ کر اور کوئی تحقیق نہیں بالخصوص جس مضمون میں دونوں متفق ہو جائیں تو وہ مضمون ایسے مضبوط ہو جاتا ہے جیسے بخاری و مسلم کی روایت متفق علیہ ہو جاتی ہے۔حافظ ابن حجر کی عبارت پڑھتے ہیں جس میں وہ ابوہریرہ اور ابو سعید خدری(رضی اللہ تعالی عنہم) کی حدیثوں کا مِصْدَاق معین کر رہے ہیں۔

وَفِي هَذَا إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ أَوَّلَ الْأُغَيْلِمَةِ كَانَ فِي سَنَةِ سِتِّينَ وَهُوَ كَذَلِكَ؛ فَإِنَّ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ اسْتُخْلِفَ فِيهَا وَبَقِيَ إِلَى سَنَةِ أَرْبَعٍ وَسِتِّينَ، فَمَاتَ[67] (فتح الباری،ص۱۲)

یعنی اور اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان نوخیز لڑکوں میں پہلا نوخیز لڑکا ۶۰ ھ میں یزید تھا اور وہ ۶۴ ھ تک باقی رہا پھر فوت ہو گیا۔

علامہ بدرالدین عینی بھی اس "اَمَارَةِ صَبِيَّانْ" والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأولهم يزِيد عَلَيْهِ مَا يسْتَحق وَكَانَ غَالِبا ينْزع الشُّيُوخ من إِمَارَة الْبلدَانِ الْكِبَار ويوليها الأصاغر من أَقَاربه.[68]

(عمدۃ القاری،ج۱۱ ،ص۳۲۴)

یعنی ان صبیان(لڑکوں) میں پہلا یزید ہے اس پر وہی ہو جس کا وہ مستحق ہے اور اکثر وہ شیوخ اکابر کو بڑے بڑے شہروں کے ذمہ دارانہ عہدوں سے برطرف کر کے اپنے عزیز و اقارب نوجوانوں کو کلیدی عہدے سپرد کرتا جاتا تھا۔

فائدہ: بالاتفاق محدثین ان احادیث کا مصداق یزید بن معاویہ ہے۔ان احادیث میں بتایا گیا ہے کہ ۶۰ ھ کی حکومت ان ضعیف الدین لوگوں کی ہو گی جو نمازوں کو ضائع کرینگے اور شہوات نفسانیہ کے پیرو ہونگے اور انجام کار جہنم میں داخل ہونگے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ توضیح بھی فرمائی کہ اس حکومت کی فرمانبرداری دین کی بربادی ہو گی اور اس کی نافرمانی سے دنیا کی بربادی ہو گی۔

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ آسمان و زمین تو بدل سکتے ہیں لیکن مصطفے کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے منہ مبارک سے نکلی ہوئی بات کبھی غلط نہ ہو گی۔ اس لئے لازما تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دور یزیدی دین کی تباہی کا دور تھا جسے بچایا تو امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے۔اسی لئے ہم اہل سنت بجا کہتے ہیں۔

سرداد نداد دست دردست یزید...حقا که بنائے لا اله ہست حسین

سر دے دیا لیکن یزید کی بیعت نہ کی، بخدا کہ حق کی بناء امام حسین(رضی اللہ تعالی عنہ) ہیں۔

---

[66] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة أربع وستين، وهذه ترجمة يزيد بن معاوية، 8/ 325، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ-2013 م)

[67] (فتح الباري بشرح البخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء، 13/ 10، المكتبة السلفية – مصر، الطبعة: «السلفية الأولى»، 1380 - 1390 هـ)

[68] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الفتن، (باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: (هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء))، 24/ 180، دار إحياء التراث العربي، ودار الفكر - بيروت)

غلط پروپیگنڈہ: مخالفین بڑا شور مچاتے اور زور لگاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ باغی تھے۔اس غلط پروپیگنڈہ کا صدیوں پہلے امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے قلع قمع (ختم) فرمایا۔آپ "شرح فقہ اکبر، صفحہ ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ یہ جو بعض جاہلوں نے کہا ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ باغی تھے، اہلسنت وجماعت کے نزدیک غلط ہے اور شاید یہ راہ حق سے بہکے ہوئے (خارجیوں) کی بڑ (خود ساختہ قول) ہے۔[69]

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری مسلم مجدد ہیں۔ بالخصوص مخالفین کو ان کی تحقیق پر بہت زیادہ اعتماد ہے۔آپ نے انہیں اس مسئلہ میں جاہل قرار دیا ہے۔اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو باغی اور یزید کو امام برحق کہنے والے جہالت سے کہہ رہے ہیں۔ ورنہ اہل علم کا یہ شیوہ نہیں جو انہوں نے کردار ادا کیا ہے۔

حق حسین برحق حسین رضی اللہ تعالی عنہ: رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سالوں پہلے فرمادیا تھا:

☆ابن سعد و طبرانی میں حضرت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی:

"أن ابني الحسين يقتل بعدي بأرض الطف، وجاءني بهذه التربة ، وأخبرني أن فيها مضجعه "[70]

☆امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے: بیشک میرے گھر آیا ایک فرشتہ جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا اس نے مجھ سے کہا آپ کا بیٹا حسین شہید ہوگا، اگر آپ چاہیں تو میں اس جگہ کی مٹی آپ کو دکھادوں پھر وہ سرخ رنگ کی مٹی دکھائی۔[71]

☆حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ بارش برسانے والے فرشتہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت کی اللہ تعالی سے اجازت طلب کی۔اجازت مل گئی۔اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تھے۔آپ نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: خبردار کوئی اندر داخل نہ ہو، اسوقت حضرت حسین حضرت ام سلمہ سے زبردستی اندر داخل ہوئے اور

"فَوَثَبَ على رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَجعل رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يلثمه ويقبله" [72]

یعنی نبی کریم ﷺ کی گود اور کندھوں پر کودنے لگے اور آپ ان کو چومنے لگے۔اس فرشتہ نے عرض کیا! باقی اس سے اوپر جو لکھا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

---

[69] (شرح فقہ الاکبر [مترجم]، مسئلہ لعنت میں شرح عقائد کی عبارت اور اس کی توضیح، ص156، مکتبہ رحمانیہ، غزنی سینٹر، اُردو بازار، لاہور)

[70] (المعجم الكبير،باب الحاء،باب من اسمه حسنالحسين بن علي بن أبي طالب، ذكر مولده وصفته وهيأته رضي الله عنه، 3/ 107، مكتبة ابن تيمية ،القاهرة)

(الطبقات الكبرى،الطبقة الخامسة: فيمن قبض رسول الله – صلى الله عليه وسلم – وهم أحداث الأسنان، الحسين بن علي رضي الله عنهما، ذكر دعاء الحسين رضى الله عنه، 6/ 417 ، مكتبة الخانجي، القاهرة – مصر، الطبعة: الأولى، 1421 هـ – 2001 م)

[71] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الفصل الثالث في الأحاديث الواردة في بعض أهل البيت كفاطمة وولديها رضي الله عنهم، 2/ 564، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

[72] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة،الفصل الثالث في الأحاديث الواردة في بعض أهل البيت كفاطمة وولديها رضي الله عنهم، 2/ 665، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

☆حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس گئی تو آپ حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو گود میں لئے بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ فرمایا: جبرائیل (علیہ السلام) نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے بیٹے کو آپ کی اُمت شہید کرے گی۔ مجھے اس جگہ کی سرخ رنگ کی مٹی بھی دکھائی۔[73]

☆حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے جب بیدار ہوئے تو آپ غمگیں تھے اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی، اس کو الٹتے پلٹتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے:

"أن هذا يُقتلُ بأرضِ العراقِ – للحسين – قُلتُ له: يا جبريلُ أرني تربةَ الأرض التي يُقتل بها، فهذه تربتُها"[74]

کہ حسین شہید ہوگا عراق کی زمین پر اور جبرائیل نے مجھے دکھایا یہ مٹی وہیں کی ہے۔

☆حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حسن اور حسین (رضی اللہ تعالی عنہم) میرے گھر میں کھیل رہے تھے، حضرت جبرائیل (علیہ السلام) بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! آپ کے اس بیٹے کو آپ کے بعد آپ کی امت شہید کرے گی " فأومأ بيده إلى الحسين "اشارہ کیا حسین کی طرف اور آپ کو تھوڑی سی مٹی بھی دی۔ آپ نے اس کو سونگھا اور فرمایا: قال: ويح كرب وبلاء یعنی اس ریح سے مصیبت اور بلا کی بو آتی ہے۔ پھر فرمایا: اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون ہو گی تو سمجھ لینا کہ "أن ابني قد قتل "[75] یعنی میرا بیٹا شہید ہو گیا۔

☆حضرت محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ کربلا کی دونہروں پر تھے، حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور فرمایا:

صدق الله ورسوله، قال رسول الله ﷺ: "كأنِّي أنظرُ إلى كلبٍ أَبْقع يَلَغُ في دماء أَهلِ بَيْتي".

وكان شَمِر – قبحه الله – أبرص[76]

یعنی اللہ اور اس کا رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) سچا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے: گویا میں دیکھتا ہوں ایک ابلق کتے کو جو منہ ڈالتا ہے میرے اہل بیت کے خون میں اور وہ شمر بن ذی الجوشن کوڑھی تھا۔

☆حضرت انس بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سنا:

---

[73] (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، أول فضائل الحسين بن علي رضي الله عنهما، 4/ 171، الحديث4871، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

[74] (البداية والنهاية، السيرة النبوية، كتاب الشمائل شمائل رسول الله ﷺ وبيان خلقه الظاهر وخلقه الطاهر ذكر إخباره لما وقع من الفتن من بني هاشم بعد موته وغير ذلك، 6/ 343، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ – 2013 م)

(المستدرك على الصحيحين، كتاب تعبير الرؤيا، رؤيا قارورة دم الحسين وتربته، 5/ 567، الحديث8263، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

(المعجم الكبير،باب الحاء،باب من اسمه حسنالحسين بن علي بن أبي طالب، ذكر مولده وصفته وهيأته رضي الله عنه، 3/ 110، الحديث2821، مكتبة ابن تيمية ،ـالقاهرة)

[75] (المعجم الكبير،باب الحاء،باب من اسمه حسنالحسين بن علي بن أبي طالب، ذكر مولده وصفته وهيأته رضي الله عنه، 3/ 108، الحديث2817، مكتبة ابن تيمية ،ـالقاهرة)

[76] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة إحدى وستين، وهذه صفة مقتله مأخوذة من كلام أئمة هذا الشأن لا كما يزعمه أهل التشيع من الكذب الصريح والبهتان، 8/ 266، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ – 2013 م)

"إن ابني -يعني الحسين- يُقتل بأرضٍ يُقال لها كَرْبلاء، فمَن شهِدَ منكُم ذلكَ فَلْيَنْصُره. "[77]

کہ میرا یہ بیٹا یعنی حسین اس زمین میں شہید ہوگا جس کا نام کربلا ہے پھر جو شخص تم لوگوں میں سے وہاں موجود ہو اس کی مدد کرے۔

سو، گئے انس بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ کربلا کو اور شہید ہوئے امام حسین رضی اللہ تعال عنہ کے ساتھ۔[78]

☆حضرت یحییٰ الحضرمی فرماتے ہیں کہ ،(غزوہ) حنین میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ جب ہم نینوی[79] کے برابر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے پکار کر کہا: "اصبِر أبا عبد اللهَّ بشطِّ الفُرات!" [صبر کرو! اے ابو عبداللہ فراط کے کنارے] میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟ فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے کہ حسین شہید ہوگا فرات کے کنارے پر اور دکھائی مجھ کو وہاں کی مٹی۔[80]

☆حضرت اصبح بن نبانہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ حسین کی قبر گاہ پر پہنچے۔ فرمایا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہ نے:

"هَهُنَا مناخ رِكَابهِمْ وَهَهُنَا مَوضِع رحالهم وَهَهُنَا مهراق دِمَائِهِمْ فتية من آل مُحَمَّد يقتلُون بِهَذِهِ الْعَرَصَة تبْكي عَلَيْهِم السَّمَاء وَالْأَرْض "[81]

کہ شہداء کے اونٹ باندھنے کی جگہ ہے اور یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کا مقام ہے۔

کتنے جوان آل محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس میدان میں شہید ہوں گے جن پر زمین و آسمان روئیں گے۔

☆حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحیی بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار آدمی مارے۔

"وإني قاتل بابن ابنتك سبعين ألفا وسبعين ألفا ."[82] یعنی اور مارنے تیرے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار۔

فائدہ: یہ روایات بتاتی ہیں کہ حق پر ہیں امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور یزید کو برحق ماننا خدا اور رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے حکم کے خلاف ہے۔

---

[77] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة إحدى وستين، فصل وكان مقتل الحسين رضي الله عنه يوم الجمعة، يوم عاشوراء من المحرَّم، 8/ 279، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

[78] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة إحدى وستين، فصل وكان مقتل الحسين رضي الله عنه يوم الجمعة، يوم عاشوراء من المحرَّم، 8/ 279، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

[79] نینوی شمالی عراق کا ایک تاریخی اور انتظامی صوبہ (محافظہ) ہے، جس کا مرکز موصل ہے، جو عراق کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ (س رضا)

[80] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة إحدى وستين، فصل وكان مقتل الحسين يوم الجمعة، يوم عاشوراء من المحرَّم، 8/ 280، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

[81] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الفصل الثالث في الأحاديث الواردة في بعض أهل البيت كفاطمة وولديها رضي الله عنهم، 2/ 566، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ - 1997م)

[82] (المستدرك على الصحيحين، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، ذكر يحيى بن زكريا نبي الله عليهما الصلاة والسلام، قصة قتل يحيى عليه السلام، 3/ 485، الحديث4208، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

ازالہ وھم: ان میں بعض روایات کی سند (راویوں کی سلسلۂ نقل) ضعیف (کمزور) سہی لیکن محدثین (حدیث کے ماہر علماء) کا قاعدہ (اصول) نہ بھولئے کہ سندات مختلفہ (مختلف اسناد) بطُرقِ مختلفہ (مختلف طریقوں سے) احادیث صحاح (صحیح احادیث کے درجے کی) کے حسن لغیرہ (دوسری اسناد کی تائید سے حسن درجے تک پہنچ جانے والی حدیث) ہو جاتی ہیں۔

یزید ذلیل وخوار اور بدکردار: قاعدہ مذکورہ کے مطابق حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سالوں پہلے ایک فیصلہ اُمت کو سنایا۔ اُمت کی بدقسمت قوم نے انکار کر دیا۔ لیکن الحمد للہ ہم خوش قسمت اہلسنت کو مکمل یقین ہے۔

☆حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا يزال أمر أمتي قائما بالقسط حتى يكون أول من يثلمه رجل من بني أمية يقال له: يزيد"[83]

یعنی یزید میری اُمت کا اَمر و حکم عدل کیساتھ قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ پہلا وہ شخص جو اسے تباہ کر دیگا بنی امیہ سے ہوگا جسے یزید کہا جاتا ہے۔

(البدایہ والنھایہ، ج۸ ص۲۳۱، وصواعق محرقہ ص۲۲۱، تاریخ الخلفاء، ص۱۲۰)

" عَن أبي ذَر قَالَ سَمِعت النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَقُول (أول من يُبدل سنتي رجل من بني أُمَيَّة يُقَال لَهُ يزِيد) "[84] (ایضاً)

☆یعنی حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: سب سے پہلے جو شخص میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ سے ہوگا، جسے یزید کہا جائے گا۔

مذکورہ احادیث اور کتب تاریخ سے حقیقت واضح ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ۶۰ ھ سے پناہ مانگی۔ آپ کی وفات ۵۹ ھ میں ہوئی۔ جن کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے مروان سے فرمایا تھا کہ مجھے ان صَبِیَّانْ (لڑکوں) کے نام اور قبیلے تک معلوم ہیں اگر میں چاہوں تو بتلا سکتا ہوں۔ اسی وجہ سے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان اور حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے یزیدی حکومت کا شروع ہی سے

---

[83] (البداية والنهاية، السيرة النبوية، كتاب الشمائل شمائل رسول الله ﷺ وبيان خلقه الظاهر وخلقه الطاهر ذكر إخباره لما وقع من الفتن من بني هاشم بعد موته وغير ذلك، 6/ 341، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

(تاريخ الخلفاء، الدولة الأموية، خلافة يزيد بن معاوية [٦٠ - ٦٣ هـ]، خذلان أهل العراق واستشهاد سيدنا الحسين رضي الله عنه، ص344، دار المنهاج – جدة، الطبعة: الثانية، 1434 هـ - 2013 م)

(الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 632، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ - 1997م)

[84] (البداية والنهاية، السيرة النبوية، كتاب الشمائل شمائل رسول الله ﷺ وبيان خلقه الظاهر وخلقه الطاهر ذكر إخباره لما وقع من الفتن من بني هاشم بعد موته وغير ذلك، 6/ 341، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

(الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 633، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ - 1997م)

(تاريخ الخلفاء، الدولة الأموية، خلافة يزيد بن معاوية [٦٠ - ٦٣ هـ]، خذلان أهل العراق واستشهاد سيدنا الحسين رضي الله عنه، ص344، دار المنهاج – جدة، الطبعة: الثانية، 1434 هـ - 2013 م)

انکار کر دیا تھا اور جو ابھی خاموش تھے انہوں نے بھی یزید کی بداعمالیوں کی وجہ سے یزید کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ کارزارِ کربلا اور واقعہ حرہ (مدینہ) اور حملہ کعبہ رونما ہوئے۔[85]

ربانی علمائے امت کا فیصلہ: اسی لئے یزید کے فتوائے کفر تک نوبت پہنچی۔

☆ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی علیہ جو نویں صدی (متوفی ۹۹۹ھ) کے بہت بڑے محدث ہوئے۔ اپنی تصنیف صواعق محرقہ، صفحہ ۲۲۰ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اہلسنت کا اس میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر دمشق میں اسکے سامنے رکھا گیا تو وہ خوشی سے شعر پڑھتا تھا اور سر مبارک کو چھڑی سے ٹھوکنے لگا تھا۔

وَقَالَت طَائِفَة لَيْسَ بِكَافِر[86] یعنی اور ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر نہیں۔

بہر حال یہ امت کا اختلافی مسئلہ ہے اور جمہور اہلسنت اور آئمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ فاسق و فاجر اور شرابی تھا۔

اس کتاب کے صفحہ ۲۳۱ پر ہے:

أخرج الْوَاقِدِيّ من طرق أَن عبد الله بن حَنْظَلَة بن الغسيل قَالَ وَالله مَا خرجنَا على يزِيد حَتَّى خفنا أَن نرمي بِالْحِجَارَةِ من السَّمَاء أَن كَانَ رجلا ينْكح أُمَّهَات الْأَوْلَاد وَالْبَنَات وَالْأَخَوَات وَيشْرب الْخمر ويدع الصَّلَاة[87]

(ماثبت بالسنۃ، ص ۲۷، تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۰، صواعق محرقہ، ص ۲۲۱)

یعنی خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہیں کیا یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اسکی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں یہ ایک ایسا شخص تھا کہ جس نے ماؤں اور بیٹوں اور بہنوں کے نکاح کا رواج دیا۔ یہ شراب پیتا تھا اور نماز کا تارک تھا۔

علامہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: وَقَالَ الذَّهَبِيّ وَلما فعل يزِيد بِأَهْل الْمَدِينَة مَا فعل مَعَ شربه الْخمر وإتيانه الْمُنْكَرَات اشْتَدَّ عَلَيْهِ النَّاس وَخرج عَلَيْهِ غير وَاحِد وَلم يُبَارك الله فِي عمره[88] (صواعق محرقہ)

---

[85] (البداية والنهاية، السيرة النبوية، كتاب الشمائل شمائل رسول الله ﷺ وبيان خلقه الظاهر وخلقه الطاهر ذكر إخباره لما وقع من الفتن من بني هاشم بعد موته وغير ذلك، 6/ 340، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ -2013 م)

[86] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 632، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

[87] (ما ثبت من السنة في أيام السنة، ذكر شهر المحرم، استراد بذكر مصالحة سيدنا الامام حسن بن على رضى الله عنه الخ ، ص35، مجتبائي دهلي ، هند)

(تاريخ الخلفاء، الدولة الأموية، خلافة يزيد بن معاوية [٦٠ – ٦٣ هـ]، محاصرة سيدنا ابن الزبير وموت يزيد ، ص345، دار المنهاج – جدة، الطبعة: الثانية، 1434 هـ – 2013 م)

(الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 634، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

[88] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 634، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

یعنی یزید نے باشندگانِ مدینہ منورہ کے ساتھ جو کیا وہ کیا، لیکن اس کے باوجود وہ شراب خور اور ممنوعہ اعمال کا مرتکب تھا اسی سبب سے لوگ اس سے ناراض ہوئے اور اس پر سب نے متفقہ طور پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالی نے یزید کو غارت یعنی تباہ کر دیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے کوڑے: کاش! آج کوئی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ جیسا منصف مزاج پیدا ہوتا کہ یزید پرستوں کو کوڑے مارے تاکہ روزانہ کی جنگ ختم ہو۔ نوفل بن قرآت کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں کسی نے یزید بن معاویہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ،

" قَالَ أَمِير الْمُؤمنِينَ يزِيد بن مُعَاوِيَة فَقَالَ تَقول أَمِير الْمُؤمنِينَ فَأمر بِهِ فَضرب عشْرين سَوْطًا"[89]

یعنی امیر المؤمنین یزید بن معاویہ نے یہ کہا، اس پر خلیفہ وقت حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا اے شخص تو نے یزید کو امیر المؤمنین کہا یہ تیرا جرم ہے، پھر اس شخص کو بیس کوڑے لگوائے۔ (صواعق محرقہ، ص ۲۲۱)

آخری فیصلہ: جن صاحبان کو یزید کے کفر کے موجبات (اسباب) قطعی طور پر میسر آئے۔ انہوں نے یزید کے متعلق حتمی فیصلہ فرمایا جیسے حضرت امام علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل اور قتل کا حکم دینے والے اور قتل کو جائز سمجھنے والے اور آپ کے قتل پر راضی ہونے والے پر لعنت کرنے میں سب کا اتفاق ہے۔ اور یہ صحیح بات ہے کہ یزید سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل پر خوشی منانے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے گھرانے کی توہین کرنے پر راضی تھا۔[90] (شرح عقائد امام نسفی)

سوال: یزید پلید تو تھا ہی تو پھر اسے امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا جانشین کیوں بنایا؟

جواب: اس کا تفصیلی جواب فقیر کے رسالہ "الرفاهية فى النابيةعن ذم معاوية" میں ہے۔

اجمالی جواب نمبر ۱: یہ ہے کہ چونکہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے زمانہ میں اس سے کوئی نازیبا حرکت نہ دیکھی تھی بلکہ بعض حضرات سے اس کی تعریفیں اور فضیلتیں سنی تھی اس لئے اسے اپنا جانشین بنایا اور اللہ تعالی سے یوں دعا کی:

اللهم؛ إن كنت إنما عهدت ليزيد لما رأيت من فضله .. فبلغه ما أملت وأعنه، وإن كنت إنما حملني حب الوالد لولده، وإنه ليس لما صنعت به أهلا .. فاقبضه قبل أن يبلغ ذلك[91] (تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۷ تا ۱۵۸)

یعنی یا اللہ! اگر میں نے یزید کو اس کی فضیلت و اہلیت دیکھ کر اپنا جانشین بنایا ہے تو اسے میری توقع پر پورا اتار اور اس کی مدد فرما اور اگر میں نے محض شفقت پدری کہ ایک باپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے، اسے اپنا جانشین بنایا اور وہ نااہل ہے تو اُسے عنان حکمرانی سنبھالنے سے پہلے ہی ہلاک کر دے۔

---

[89] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 633إلى634، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

[90] (شرح العقائد النسفية مع حاشية جمع الفرائد بإنارة شرح العقائد، ص345، مكتبة المدينة ، للطباعة والنشر والتوزيع كراتشي- باكستان)

[91] (تاريخ الخلفاء، الدولة الأموية، خلافة يزيد بن معاوية [٦٠ – ٦٣ هـ]، ص340، دار المنهاج – جدة، الطبعة: الثانية، 1434 هـ – 2013 م)

اجمالی جواب نمبر ۲: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ڈور کی نزاکت کو بھی سامنے رکھا کہ اسوقت بنوامیہ تمام معاملات سلطنت پر قابض تھے اگر آپ یزید کیلئے ایسا اقدام نہ فرماتے تو خانہ جنگی شروع ہو جاتی جسے ان کے بعد روکنا ناممکن ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے اسی نزاکت کے پیش نظر خلافت سے خود بخود سُبکدوش (استعفی دینے والا) ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اجمالی جواب نمبر ۳: اولاد کو جانشین بنانا کفر نہیں۔ یہی کام تو پہلے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے کیا کہ اپنا جانشین امام حسن رضی اللہ تعالی نہ کو مقرر فرمایا تو جیسے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی لیاقت (قابلیت) کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں اپنا جانشین بنایا ایسے ہی امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کیا جیسے کہ اجمالی جواب نمبر ا میں گزرا۔

یزید کے گندے کرتوت کی فہرست: یزید کے خلاف جو امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے عَلم جہاد بلند کیا۔ اس کا موجب یزید کے گندے کرتوت تھے۔ چنانچہ مخالفین کے ممدوح (پسندیدہ) حافظ ابن کثیر یزید کے اخلاق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یزید میں اچھے خصائل تھے۔ یعنی کرم اور فصاحت اور شاعری اور بہادری اور بادشاہی میں اچھی رائے اور خوبصورت وخوش اخلاق تھا اور یہ بھی تھا کہ شہوتوں کی طرف اس کی توجہ تھی اور بعض اوقات بعض نمازیں چھوڑ دیتا تھا اور اکثر اوقات نمازیں وقت گزار کر پڑھتا۔[92] (البدایہ والنہایہ، ج۸، ص ۲۳۰)

تبصرہ اویسی غفرلہ: حافظ ابن کثیر نے اس کے اچھے خصائل بتائے جو دراصل وہ بھی بُرے اخلاق تھے۔ مثلاً: جب اس کا ثبوت شہوت پرست ہونا ثابت ہو گیا تو اس میں شرمگاہ کی ناجائز خواہش دونوں آجاتی ہیں۔ اس کا زانی ہونا بھی آگیا اور شرابی ہونا بھی اور نمازوں کا ترک کرنا بھی، ایسے بدرو یہ شخص کے کوئی اچھے خصائل ہوتے ہیں تو وہ بھی درحقیقت اچھے نہیں ہوتے۔ فقط اس کے پرستاروں (ماننے والوں) کی نگاہ میں اچھے ہوتے ہیں۔ جیسے: آج ہمارے دور میں خوارج و نواصب یزید کو آسمان سے اوپر چڑھا رہے ہیں۔ مثلاً: کرم اس میں موجود تھا لیکن یہ بدرو یہ شخص فقط بدچلن لوگوں پر کرم کرتا تھا۔ ایسا کرم محمود (اچھے) نہیں بلکہ مذموم (برے) ہے۔ اور اس کے پرستار (ماننے والے) اس کے عمل تبذیر (برے عمل) کو کرم سے تعبیر کرتے ہیں۔

اسی طرح اس کی فصاحت اور شاعری کو دیکھئے کہ اس کی یہ صفتیں عورتوں کی مدح وثناء اور شراب نوشی کے ذوق کو ظاہر کرتی ہیں۔ اسی طرح اس کا اختیار اور ابرار کو قتل کرنا اسکے دوستوں کے نگاہ میں شجاعت اور بہادری ہے۔ ایسے کرم فصاحت شاعری اور بہادری پر اللہ تعالی کی بیشمار لعنتیں ہوں۔

اہل مدینہ پر ظلم وستم: اہل مدینہ کی خونریزی کیلئے جو یزید نے فوج بھیجی تھی اس پر حافظ ابن کثیر اپنی رائے یوں ظاہر فرماتے ہیں:

یزید نے بے ہودہ غلطی کی کہ اس نے مسلم بن عقبہ سے کہا کہ وہ تین دن مدینہ کی بے حرمتی کرے۔ یہ بات کہنا بہت بے ہودہ غلطی ہے اس کیساتھ یہ بات بھی مل گئی کہ صحابہ اور صحابہ زادوں سے بڑی مخلوق قتل ہوئی اور اس بات کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے اصحاب کو عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کرایا۔

مدینہ نبویہ میں ان تین دنوں میں ایسے مفاسد عظیمہ واقع ہوئے جن کی کوئی حد نہیں اور نہ زبان ان کو بیان کر سکتی ہے جس کی شناعت (برائی) کو اللہ تعالی کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ مسلم بن عقبہ کے بھیجنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میری سلطنت اور بادشاہی ایسی مضبوط ہو کہ بغیر کسی مخالفت کرنے والے کے ہمیشہ قائم رہے تو اللہ تعالی نے اس ارادہ کے برعکس اسے سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہو گیا۔ زبردستوں کو ٹکڑے کرنے والے، اللہ

---

[92] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة أربع وستين، وهذه ترجمة يزيد بن معاوية، 8/ 325، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ – 2013 م)

عزوجل نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیااور اس کو غالبانہ اور قادرانہ شان سے پکڑا۔اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ شہروں کے ظالم باشندوں کو پکڑتا ہے بے شک اس کی پکڑ سخت اور دردناک ہے۔[93] (البدایہ والنہایہ،ج۸،ص۲۲۲)

درسِ عبرت یزید پرستوں کیلئے: حافظ ابن کثیر نے پُرزور الفاظ میں یزید کا تارک الصلواۃ، شہوت پرست، ظالم سفاک ہونا بیان کر دیااور یہ بھی بتادیا کہ یزید کے اس بے انتہا ظلم کے بعد اللہ تعالی نے اس کو ہمیشہ کیلئے نیست ونابود کر دیا۔وہ ظالموں سے دائماً(ہمیشہ) ایسا کرتا ہے۔

فائدہ: مخالفین کیلئے حافظ ابن کثیر مؤرخ جلیل ہونے کے علاوہ محدث کبیر بھی ہیں۔اس لئے وہ یہاں چند احادیث صحیحہ بھی لکھ رہے ہیں تاکہ یزید کی خباثت اور اس کے ظلم واستبداد اور فسق وفجور پر مہر ثبت ہو۔

اہل مدینہ کے گستاخ کی سزا:" وفي رواية لمسلم من طريق أبي عبد الله القرّاظ، عن سعد وأبي هريرة: أن رسول الله ﷺ قال: "مَنْ أرادَ أهلَ المدينةِ بسُوءٍ أذابَهُ اللهُ كما يَذوبُ المِلحُ في الماءِ"[94]

یعنی سعد اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مدینہ والوں کے حق میں برا ارادہ کرتا ہے اس کو اللہ تعالی اس طرح پگھلادے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔(البدایہ والنہایہ،ج۸ص۲۲۳)

☆ عن السائب بن خلّاد: أن رسول الله ﷺ قال: "مَنْ أخافَ أهلَ المدينةِ ظلمًا أخافَهُ اللهُ، وعليهِ لعنةُ اللهِ والملائكةِ والناس أجمعين، لا يقبلُ اللهُ منهُ يومَ القيامةِ صرْفًا ولا عَدْلًا".ورواه النسائي[95] (البدایہ والنہایہ،ج۸،ص۲۲۳)

یعنی سائب بن خلاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی للہ تعالی علیہ سلم نے فرمایا کہ جو شخص ظلم کی بناء پر اہل مدینہ کو ڈراتا ہے،اللہ تعالی اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالی اس کے نہ نوافل قبول فرمائیگا اور نہ فرائض۔

ازالہ وھم: جن لوگوں نے یزید کو صالح اور جوّاد کہا ہے وہ لوگ یزید کے اپنے تھے۔یوں بھی ہوتا تھا کہ بعض اکابر کے سامنے یزید صالح اور نمازی بن جاتا تھا،یہ اس کی چالاکی تھی تاکہ یہ بڑے لوگ اس کی اچھائی کا پرچار کریں تاکہ اس کی کرسی مضبوط ہو۔جیسے ہمارے دور میں بعض سیاسی لیڈروں کو دیکھا جاتا ہے کہ کرسی کی خاطر کیسے کیسے پاپڑ بیلتے اور خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

گھر کا بھیدی: عربی مثال مشہور ہے کہ " صاحِبَ البيتِ أدْرَى [بما] فيه» " یعنی گھر والوں کو گھر کی زیادہ خبر ہوتی ہے۔

یزید کا حال جتنا اس کا بیٹا جانتا ہے صدیوں بعد کسی کو کیا خبر کہ یزید کے بیٹے کو مخالفین بھی نیک اور متقی مانتے ہیں۔علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی علیہ نے لکھا ہے کہ یزید اپنے صالح بیٹے کو ولی عہد بنا کر مرا۔وہ بیچارہ مسلسل بیمار رہا اور اس بیماری سے ہی وفات پائی۔وہ باہر نکل کر لوگوں کے پاس نہیں آیا اور نہ ان کو نماز پڑھائی اور نہ امورِ خلافت میں دخل دیا اس کی خلافت کی مدت چالیس یوم تھی۔بعض نے کہا دو ماہ اور بعض نے کہا ہے تین ماہ۔اس نے اکیس برس کی عمر میں وفات پائی اور بعض نے کہا بیس سال کی عمر میں۔

---

[93] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة ثلاث وستين، وقعة الحرة، 8/ 313، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ - 2013 م)

[94] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة ثلاث وستين، وقعة الحرة، 8/ 313، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ - 2013 م)

[95] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة ثلاث وستين، وقعة الحرة، 8/ 314، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ - 2013 م)

اس کی نیکی کاری کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ وہ آغاز خلافت میں ممبر پر چڑھااور کہا کہ یہ خلافت اللہ تعالی کی ایک رسی ہے میرا باپ خلیفہ بن گیا وہ نا اہل تھا۔اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم کے نواسے سے بغاوت کی تواس کی عمر کٹ گئی اور نسل منقطع ہوگئی۔اب وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں میں پکڑا ہوا ہے۔پھر معاویہ رونے لگااور کہا کہ سب سے بڑا دکھ یہ ہے کہ ہم نے اس کی بری موت دیکھی اور اس کے برے خاتمہ کا مشاہدہ کیا۔کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو قتل کیااور شراب کو جائز کہااور کعبہ کی بربادی کی۔میں نے خلافت کا مٹھاس نہیں چکھااس لئے اس کی تلخی کو اپنے سر نہیں لیتا۔تم جانواور تمہاری خلافت جانے۔

اللہ کی قسم!اگر دنیا اچھی ہے تو ہمیں اس کا کچھ حصہ ملا ہے اور اگر بری ہے تو ابوسفیان کی اولاد کیلئے یہ برائی کافی ہے جو انہوں نے دنیا حاصل کی۔پھر معاویہ بن یزید گھر میں چھپ گیا حتی کہ چالیس دنوں کے بعد وفات پائی۔[96](الصواعق المحرقہ)

دوسرا اور گھر کا گواہ: حضرت علامہ ابن حجر وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ نے انصاف کیا کہ یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے شخص کو کوڑوں کی سزا دی۔

آخری فیصلہ: تمام امت مسلمہ کے علماء نے یزید کے ظالم اور فاسق ہونے کو اس لیے تسلیم کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ۶۰ ھ میں شروع ہونے والی حکومت کو ساری اُمت کی بربادی کا باعث فرمایااور یہ فرمایا کہ ۶۰ھ کے بعد حکمران نمازوں کو ضائع کرنے والے اور شہوت پرست (خواہشات کی پیروی کرنے والے) ہوں گے اور جہنم کے طبقہ غَیّ میں داخل ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالی سے دعا کرو کہ ۶۰ھ کی حکومت کے گزند (ضرر ونقصان) سے تمہیں بچائے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے کربلا میں شہید ہونے کی خبر دی اور فرمایا کہ جو شخص اس وقت موجود ہو وہ حسین کی نصرت (مدد) کرے۔[97]

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ عام لوگوں میں یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ:اے اللہ!مجھے ۶۰ھ کی حکومت کا زمانہ نہ پائے۔تو ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور ۵۹ھ میں ان کی وفات ہوگئی وغیرہ وغیرہ۔[98]

کوئی ھے مرد میدان: اب بھی ہم عام اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں قیامت میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے اور ان کے زمرہ میں اُٹھائے۔یزید پرستوں کو چیلنج ہے کہ وہ بھی برسرِ میدان کھلے الفاظ میں پکاریں اور دعا مانگیں کہ ان کا حشر یزید، شِمر، ابن زیاد کے ساتھ ہو اور وہ قیامت میں انہی کے ساتھ ہوں۔

---

[96] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 642، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

[97] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 633، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

(تاريخ الخلفاء، الدولة الأموية، خلافة معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهم [٤١ – ٦٠ هـ]، من مات في عهده، ص338، دار المنهاج – جدة، الطبعة: الثانية، 1434 هـ – 2013 م)

[98] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 633، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

ہم اہلسنت اس دعا گو کی (دعاء کرنے والے کی) دعا پر سو بار آمین کہیں گے۔ بلکہ عوام میں ان کی اس دعا کا خوب پرچار کریں گے۔ کوئی مرد میدان فقیر کا یہ چیلنج قبول کرے تو فوراً مطلع فرمائے پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سوال: قاضی ابو بکر ابن العربی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اس نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور حضرت امام حسین باغی تھے، وہ اپنے نانا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قتل ہوئے۔ (معاذ اللہ تعالی)

جواب: اگر قاضی مذکور نے اتنی بڑی جرات کی تو اہل حق نے اسوقت اس کی خوب گوشمالی فرمائی، چنانچہ سیدی امام عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے تحریر فرمایا کہ ابن العربی فقیہ مالکی کی ناموزوں باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ ایک شخص نے سرخ لباس کو برا کہا تو ابن العربی مذکور نے اُس شخص کے قتل کرنے کا فتوی دیا کہ اس نے ایسے لباس کو برا کہا ہے جو لباس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پہنا ہے۔ تو وہ شخص ابن العربی کے اس فتوئی پر قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح "المطالع" میں مذکور ہے۔

یہ انوکھی دلیری ہے اور مسلمانوں کی خونریزی پر عجیب اقدام ہے کل قیامت کے دن یہ مقتول اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ (سفارش) دائر کریگا اور تجاوز کرنے والا رسوا ہوگا۔ یہ ابن العربی کا فتویٰ اس کی پہلی جرات اور دلیری اور اقدام نہیں بلکہ اس نے ہمارے مولی حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں ایک کتاب لکھی ہے کہ یزید نے ان کو جائز طور پر قتل کیا اور ان کے نانا کی تلوار سے ان کو قتل کیا۔[99] (اللہ تعالی ایسے خذلان سے ہم سب کو بچائے۔)

(شرح الطريقة المحمديه، ج۲، ص۵۳۳)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: ایک قاضی ابو بکر بیچارے کی کیا تخصیص ہے، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یزید پرستوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہو گزرا ہے جو یزید کو بہت عزت و تکریم دیتا تھا اور اس سے محبت کرتا تھا۔[100] ہم اپنے دور کے یزید پرستوں سے اپیل کرتے ہیں کہ صرف قاضی ابو بکر کی عقیدت تک محدود نہ رہو بلکہ آگے چھلانگ لگائیے۔ اگر صرف قاضی صاحب تک محدود رہنا چاہتے ہو تو پھر ہمارا جواب تمہارے لئے وہی کافی ہے جو حضرت سیدی نابلسی قدس سرہ نے دیا۔

یعنی تم بیوقوف ہو۔

آئمہ عظام و علماء کرام: صرف امام نابلسی رحمہ اللہ تعالی علیہ ابو بکر ابن العربی کے مخالف نہیں ہیں بلکہ دیگر ائمہ عظام اور علماء کرام بھی وہی کہتے ہیں جو علامہ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

امام واقدی نے متعدد طُرُق سے روایت کی ہے کہ حضرت حنظلہ غَسِیْلُ الملائکہ کے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا:

"والله؛ ما خرجنا على يزيد .. حتى خفنا أن نرمى بالحجارة من السماء: أن رجلا ينكح أمهات الأولاد والبنات والأخوات، ويشرب الخمر ويدع الصلاة؟!"[101] (تاریخ الخلفاء، ص۱۲۰)

---

[99] (الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية والسيرة الأحمدية للشيخ زين الدين الرومي البركلي، حكم لبس الحلل الحمراء عند السلف، 5/ 150، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: 2011م)

[100] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم وفي قتال معاوية وعلي وفي حقية خلافة معاوية بعد نزول الحسن له عن الخلافة وفي بيان اختلافهم في كفر ولده يزيد وفي جواز لعنه وفي توابع وتتمات تتعلق بذلك، 2/ 639، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

[101] (تاريخ الخلفاء، الدولة الأموية، خلافة يزيد بن معاوية [٦٠ – ٦٣ هـ]، محاصرة سيدنا ابن الزبير وموت يزيد، ص345، دار المنهاج – جدة، الطبعة: الثانية، 1434 هـ – 2013 م)

یعنی قسم بخدا یزید سے ہم نے اس وقت ہی بغاوت کی جب ہمیں اس بات کا ڈر لگنے لگا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسیں گے۔ لوگ امہات الاولاد، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے، شراب پینے اور نماز چھوڑنے لگ گئے تھے۔

ذہبی، ابن تیمیہ کے شاگرد رشید نے لکھا: " ولما فعل يزيد بأهل المدينة ما فعل مع شربه الخمر وإتيانه المنكرات .. اشتد عليه الناس، وخرج عليه غير واحد، ولم يبارك الله في عمره "[102] (تاریخ الخلفاء، ص ۱۲۰)

یعنی اور جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ ناروا سلوک کیا ساتھ ہی شراب و بدکاریوں کا دور دورہ چلایا تو لوگ اس کے باغی ہو گئے اور اللہ تعالی نے اس کی عمر میں برکت نہ فرمائی۔

فائدہ: یہ امام ذہبی کی شہادت ہے جو ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد رشید ہیں اور خود امام ابن تیمیہ یزید کے بارے میں نہایت نرم خیال ہونے کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو مظلوم و شہید اعتقاد کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

تَمَكَّنَ أُولَئِكَ الظَّلَمَةُ الطُّغَاةُ مِنْ سِبْطِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَتَّى قَتَلُوهُ مَظْلُومًا شَهِيدًا، وَكَانَ فِي خُرُوجِهِ وَقَتْلِهِ مِنَ الْفَسَادِ مَا لَمْ يَكُنْ حَصَلَ لَوْ قَعَدَ فِي بَلَدِهِ، فَإِنَّ مَا قَصَدَهُ مِنْ تَحْصِيلِ الْخَيْرِ وَدَفْعِ الشَّرِّ لَمْ يَحْصُلْ مِنْهُ شَيْءٌ[103]

(منہاج السنہ، ج ۲، ص ۲۴۱ تا ۲۴۲)

یعنی ظالموں سرکشوں نے تو اسمائے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر قابو پالیا۔ یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیا حالانکہ آپ مظلوم و شہید ہیں آپ نے جو نیک مقصد کو حاصل کرنے اور یزید کے شر کو دور فرمانے کا ارادہ کیا تھا وہ کچھ بھی حاصل نہ ہو سکا۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا یزید کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور اس کی ناپاک و ظالم حکمرانی کو ختم کرنا آپ کا نیک مقصد تھا۔ آپ کا قتل باغی کے طور پر نہیں مظلوم و شہید کے طور پر ہے۔ یزید ہی دراصل ظالم و باغی تھا اور وعامۃ المسلمین کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

"وَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ وَبَايَعَ مُسْلِمٌ النَّاسَ عَلَى أَنَّهُمْ خَوَلٌ لِيَزِيدَ يَحْكُمُ فِي دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَأَهْلِهِمْ بِمَا شَاءَ... وَأَنَّهُمْ أَعْبُدٌ لَهُ قِنٌّ فِي طَاعَةِ اللهِ وَمَعْصِيَتِهِ."[104] (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۲۰ تا ۲۱)

یعنی اور اہل مدینہ کے قتل عام کے بعد بقیہ لوگوں سے مسلم بن عقبہ نے یزید کے حق میں اس بات کا عہد کر لیا کہ وہ یزید کے تابعدار رہیں گے اور یزید کو ان کے جان و مال میں اپنی مرضی کے مطابق تَصَرُّف کرنے کا اختیار ہو گا اور ہر جائز و ناجائز بات میں یزید کے فرمانبردار رہیں گے۔

سوال: جب یزید امامت و خلافت کیلئے منتخب ہو گیا تو پھر بیعت نہ کرنا بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟

---

[102] (تاريخ الخلفاء، الدولة الأموية، خلافة يزيد بن معاوية [٦٠ - ٦٣ هـ]، محاصرة سيدنا ابن الزبير وموت يزيد، ص345، دار المنهاج – جدة، الطبعة: الثانية، 1434 هـ – 2013 م)

[103] (منهاج السنة النبوية، الفصل الثاني في أن مذهب الإمامية واجب الاتباع، كلام الرافضي على يوم مقتل الحسين رضي الله عنه والرد عليه، 4/ 530، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الطبعة: الأولى، 1406 هـ – 1986 م)

[104] (فتح الباري بشرح البخاري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئا ثم خرج فقال بخلافه، 13/ 71، المكتبة السلفية – مصر، الطبعة: «السلفية الأولى»، 1380 – 1390 هـ)

جواب: سرے سے یزید کی خلافت ہی غیر شرعی ہے تو پھر بغاوت کیسی۔ اگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کرلی تو امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے سرے سے بیعت کی ہی نہیں تھی اس لئے یزید بیعت کا اہل ہی نہیں تھا۔ ان دونوں صورتوں میں حق بجانب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا:

"وَاجْتَمَعُوا عَلَى أَنَّ الْإِمَامَةَ لَا تَنْعَقِدُ لِكَافِرٍ وَلَوْ طَرَأَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ انْعَزَلَ وَكَذَا لَوْ تَرَكَ إِقَامَةَ الصَّلَوَاتِ وَالدُّعَاءِ إِلَيْهَا وَكَذَا الْبِدْعَةُ"[105] (مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج۷، ص۲۰۱)

یعنی اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر مسلمانوں کا امیر نہیں ہو سکتا اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے تو وہ معزول ہو گیا۔ اور اسی طرح بادشاہ اگر نماز اور نماز کی تبلیغ چھوڑ دے اور اسی طرح وہ بدعت کا حامی ہو جائے تو وہ اپنے عہدہ سے معزول ہو چکا۔

یعنی اس پر فرض ہو گا کہ وہ کرسی اقتدار سے الگ ہو جائے یا عامۃ المسلمین اسے زبردستی علیحدہ کر کے متبادل صالح شخص کو اپنا سربراہ ملک بنائیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: " وَوَجَبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ خَلْعُهُ وَنَصْبُ إِمَامٍ عَادِلٍ إِنْ أَمْكَنَهُمْ ذَلِكَ "[106] (ایضاً)

یعنی اگر مسلمانوں سے ہو سکے تو ایسے سربراہ کو علیحدہ کر کے اس کی جگہ نئے صالح شخص کو سربراہ بنائیں۔

اور امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالی علیہ "عمدۃ القاری" و امام ابن حجر عسقلانی "فتح الباری" میں فرماتے ہیں:

" الذي عليه العلماء في أمراء الجور أنه إن قدر على خلعه بغير فتنة ولا ظلم وجب "[107] (عمدۃ القاری، ج۲۴ص۱۵۹، فتح الباری، ج۱۳ص۶)

یعنی ظالم سربراہوں کے بارے میں علماء کا فیصلہ ہے کہ اگر کسی فتنہ اور ظلم و زیادتی کے بغیر انہیں علیحدہ کرنا ممکن ہو تو انہیں علیحدہ کرنا ضروری ہے۔

یہاں دراصل صحیحین کی ایک حدیث ہے جس کی شرح میں مندرجہ بالا قول نقل کیا گیا ہے، وہ حدیث یہ ہے:

"أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ"[108]

یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت سربراہ مملکت کی نافرمانی نہ کرو جب تک کہ وہ ایسے کھلے کفر و معصیت کا اعلانیہ ارتکاب نہ کرنے لگے جس کے کفر و معصیت ہونے کی تمہارے پاس خدا تعالی کی طرف سے دلیل موجود ہے۔

گویا جب سربراہ مملکت ایسے کھلے کفر و معصیت کا اعلانیہ مرتکب پایا جائے جس کے کفر و معصیت ہونے پر کتاب و سنت کی روشنی میں دلیل موجود ہو، تو ایسے سربراہ مملکت کو ہٹانا اور اس کی سِوِلْ نافرمانی (حکومتی قوانین یا حکم کی سیاسی مخالفت) ضروری ہے۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے یزید پلید کی بیعت نہ کر کے اس حدیث پر عمل فرمایا۔

---

[105] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة، والقضاء، الفصل الأول، 6/ 2394، الحديث 3666، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م)

[106] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة، والقضاء، الفصل الأول، 6/ 2394، الحديث 3666، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م)

[107] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الفتن، (باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: (سترون بعدي أمورا تنكرونها))، 24/ 179، دار إحياء التراث العربي، ودار الفكر - بيروت)

(فتح الباري بشرح البخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: سترون بعدي أمورا تنكرونها، 13/ 8، المكتبة السلفية – مصر، الطبعة: «السلفية الأولى»، 1380 - 1390 هـ)

[108] (مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة، والقضاء، الفصل الأول، 2/ 1086، الحديث 3666 ـ(6)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

سوال: بخاری شریف میں: نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ، "أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم"[109]

یعنی میری امت کا پہلا لشکر جو قسطنطنیہ کا جہاد کرے گا ان کے گناہ معاف کر دیجئے جائیں گے۔

فائدہ: مہلب نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ یزید خلیفہ برحق تھا کہ وہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کا سردار اور امیر تھا۔ اس لئے وہ بھی مغفور ہوا تو اس کا جنتی ہونا ثابت ہو گیا تو جنتی کی خلافت کو کیونکر ناجائز کہا جا سکتا ہے؟

نوٹ: یزید پرستوں کے ہاں صرف یہی روایت اور مہلب کا استدلال ہے اور بس۔ اس حدیث کے جوابات اور تحقیق فقیر نے "شرح حدیث قسطنطنیہ" میں لکھ دی ہے مختصر جوابات آتے ہیں۔

یاد رہے کہ مہلب بنو امیہ کا فرد ہے، وہ قومی تعصب کی بناء پر زبردستی سے یزید کو اس حدیث سے جنتی ثابت کر رہا ہے۔ محدثین میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے یہ نتیجہ نہیں نکالا، بلکہ محدثین نے مہلب کے اس استنباط کو غلط قرار دیا ہے۔ جیسا کہ تفصیل آتی ہے۔

جواب حدیث شریف میں ہے: "عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لا تمس النار مسلما رآني أو رأى من رآني"[110]

یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: کسی ایسے مسلمان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(رواہ الترمذی، مشکوۃ المصابیح، ص ۵۵۴)

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کوئی صحابی یا تابعی دوزخ میں نہیں جائیگا اس پر ہمارا سوال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو لوگ مرتد ہو گئے تھے اور ارتداد کی وجہ سے قتل کئے گئے تھے کیا وہ دوزخ میں داخل ہوں گے یا نہیں؟ تو معترض یقینا یہ جواب دے گا کہ جو لوگ مرتد ہو گئے تھے وہ جہنم میں ضرور داخل ہوں گے اور ہمیشہ کیلئے جہنم میں معذّب (عذاب میں) رہیں گے۔

پھر اس سے پوچھیں گے کہ حدیث تو یہ بتا رہی ہے کہ کوئی صحابی یا تابعی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا اور تم کہتے ہو کہ بعض لوگ مرتد ہو گئے وہ دوزخ میں ضرور داخل ہوں گے تو تمہارا فتوی حدیث کے خلاف ہوا۔ لا محالہ مخالف ہے۔ مجبور ہو کر کہے گا کہ جس نے مرتے دم تک اپنے ایمان کو محفوظ رکھا دوزخ میں داخل نہیں ہوگا، بخلاف ان لوگوں کے جو مرتد ہو گئے کہ انہوں نے مرتے دم تک اپنے ایمان کو محفوظ نہیں رکھا۔ اسی لئے وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

حدیث قسطنطنیہ اور یزید: مجاہدین قسطنطنیہ کو جن صفات کی بناء پر مَغْفُورٌ لَهُمْ کا انعام ملا، کیا ان صفات کو یزید نے مرتے دم تک محفوظ رکھا ہے۔ ہم نے دلائل سے لکھ دیا کہ یزید کے کرتوت دوزخیوں کے ہیں نہ کہ جنتیوں کے۔

مزید بر یزید: حیرانی ہے کہ مخالفین یزید کی محبت میں اتنے اندھے ہیں کہ کہتے ہیں یزید خلیفہ برحق تھا۔

---

[109] (صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، 3/ 1070، الحديث2766، دار ابن كثير،سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[110] (سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل من رأى النبي صلى الله عليه وسلم وصحبه، 5/ 652، الحديث3858، دار الكتب العلمية)

(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، الفصل الثاني، 3/ 1695، الحديث 6013 ـ(7)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

بقول مخالفین: بھلا حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے۔ کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے گیا تھا اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ تھے۔ ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت تاحیات بالاتفاق علماء صحیح تھی۔ اس لئے امام برحق جناب حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے خلافت کو تفویض (پیش) کی تھی۔ اس لشکر والوں کی بخشش ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بخشا جائے اور جنتی ہو۔

دوزخی جوان: آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا، آپ صلی اللہ تعالی علیہ سلم نے فرمایا: وہ دوزخی ہے۔[111] بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ علاوہ ازیں یزید کے کرتوت نہایت ہی گندے تھے۔ بالخصوص بادشاہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کروایا۔ اہل بیت کی اہانت۔ مروی ہے کہ، جب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا سر مبارک آیا تو مردود کہنے لگا: میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے باندھے۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی[112]، ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے! امام قسطلانی نے کہا ہے کہ، یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے خوش ہوا اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے۔ اس لئے ہم اس کے دوزخی ہونے میں تَوَقُّف نہیں کرتے، بلکہ اس کے ایمان میں بھی علمائے کرام کی مختلف آراء (مختلف اقوال) ہیں۔

☆ کردار کا کیا حال تھا کہ پناہ بخدا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یزید نفسانی خواہش کا پورا جسم تصویر تھا۔ تقویٰ کے بجائے فسق و فُجور اس کی عادت بن گئی تھی۔ راہ حق میں جان قربان کرنے کی بجائے اخیار و ابرار کی جان ستانی اس کا مرغوب (پسندیدہ) مشغلہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی محبت کی بجائے نبوت کے گھرانے سے انتہائی عداوت و بغض رکھتا تھا، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رضا کو اپنا مقصد بنانے کی بجائے وہ تمام امور انجام دیئے جو آپ کی ناراضگی کا باعث تھے۔ جیسے: اہل مدینہ کو قتل کرانا وغیرہ شراب نوشی اور زناکاری سے بچنے کی بجائے ان جرائم کا بے باکانہ ارتکاب کرنا۔ جفاکشی کی بجائے عیش و آرام کا دلدادہ تھا۔ میدانِ جہاد میں نمازوں کو قائم رکھنے کی بجائے گھر میں نمازوں کو ضائع کرتا تھا۔ رات کی عبادت گزاری کی بجائے اس کی راتیں شراب نوشی اور زنا کاری میں بسر ہوتیں۔ اکثر اس کی یہ عادتیں احادیث نبویہ سے ثابت ہیں۔ اُمت مسلمہ کے تمام محدثین، مفسرین متکلمین، فقہاء اس کے فسق و فجور پر متفق ہیں۔ البتہ بعض علماء نے اس کا کفر بھی ثابت کیا ہے۔

☆ بہرحال یزید کی فضیلت پر ذرہ بھر حدیث شریف سے کوئی دلیل نہیں۔ اس کی اس حدیث سے فضیلت کی کیا تخصیص ہے اس طرح سے تمام نیکی کرنے والے قطعی جنتی ہوں اور اس کیلئے مغفور له کی بھی خصوصیت نہیں۔

---

[111] (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم قتل الإنسان نفسه وأن من قتل نفسه بشيء يعذب به وأنه لا يدخل الجنة إلا مسلم، 1/ 106، الحديث111، دار إحياء الكتب العربية)

[112] (البداية والنهاية، تاريخ الإسلام، ثم دخلت سنة ثلاث وستين، وقعة الحرة، 8/ 314، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1434 هـ – 2013 م

(إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، حديث: أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم، 11/ 205، دار عطاءات العلم – دار ابن حزم، الطبعة: الأولى، 1442 هـ – 2021 م)

کیونکہ کسی خاص عمل کی بناء پر مغفور له کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس عمل سے پہلے جس قدر گناہ کئے تھے وہ اس عمل کی وجہ سے معاف کر دیئے جائیں گے۔اس عمل صالح کے بعد جو گناہ کرے گا ان کی معافی کا کوئی وعدہ نہیں۔کیونکہ ایسا کوئی عملِ صالح نہیں ہے جس کے کرنے کے بعد عامل کو ہر قسم کے گناہ کرنے کی اجازت ہو۔

☆علاوہ ازیں قسطنطنیہ کی جنگ بھی امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں عرصہ دراز پہلے ہوئی تھی پھر جب اس نے بادشاہی پر قبضہ کیا اور اپنے دور میں وہ سب گناہ کئے جن کی نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خبر دی تھی، تو یہ سب گناہ کس طرح معاف ہو سکتے ہیں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ۶۰ھ کے بعد حکمران کے بد کردار اور جہنمی ہونے کی خبر دی ہے۔

غزوہ قسطنطنیہ میں یزید امیر نہیں بھگوڑا ھے:مؤرخین کا جہادِ قسطنطنیہ کے امیر جیش (لشکر کے سردار) کے بارے میں اختلاف ہے۔بعض مؤرخین نے یزید کا امیر جیش ہونا بیان کیا ہے اور بعض نے سفیان بن عوف کا امیر ہونا بیان کیا ہے۔ابن اثیر نے سفیان بن عوف کا امیر ہونا جو بیان کیا ہے وہی صحیح ہے۔بلکہ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ جہاد میں یزید کی شرکت مجبوراً بلکہ سزا کے طور پر تھی، چنانچہ ابن اثیر نے کہا ہے:اس سال میں اور بعض نے کہا ۵۰ ھ میں معاویہ نے بلادِ روم کی طرف جہاد کیلئے ایک بڑا لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر سفیان بن عوف کو بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا تو یزید بیٹھا رہا اور حیلے بہانے کئے تو معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اس کے بھیجنے سے رک گئے۔

اس لشکر میں لوگوں پر بھوک اور بیماری کی مصیبت آئی تو یزید نے خوش ہو کر یہ شعر پڑھا:

"مجھے پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر یہ بخار و تنگی کی بلائیں ممکن فرقدونہ میں آپڑیں۔جبکہ میں مقام دیر مرآن میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے، ام کلثوم کو اپنے پاس لئے بیٹھا ہوں"۔

ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر یزید کی بیوی تھی۔یزید کے یہ اشعار حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ تک جا پہنچے تو قسم کھائی کہ اب میں یزید کو اس جہاد میں سفیان بن عوف کے پاس روم کی سرزمین میں ضرور بھیجوں گا تاکہ اسے بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو وہاں کے لشکر والوں کو مل رہا ہے۔[113]

(ابن اثیر، ج۳، ص۱۹۷)

یعنی معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے یزید کی بے انتہا عیش و عشرت دیکھی تو یزید کو سزا کے طور پر اس لشکر میں بھیج دیا کہ وہاں جا کر اس کو مصائب کا حصہ ملے اور اس کی عیش پرستی کم ہو۔یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۵۰ھ سے پہلے قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا کوئی حملہ نہیں ہوا لہذا یہ پہلی لڑائی ہے۔

علامہ ابن اثیر نے حقائق سے پردہ ہٹا دیا اور اصل بات کو بے نقاب کر دیا کہ قسطنطنیہ کا جہاد کرنے والا لشکر سفیان بن عوف کی ماتحتی میں چلا گیا۔یزید اس میں موجود نہیں تھا، مسلمانوں پر بھوک اور سخت بیماری کے پہاڑ گر رہے تھے اور یزید دیر مرآن (مقام کا نام) میں تعیش (عیش) اور ام کلثوم کی ہمبستری کے مزے لے رہا تھا، پھر وہ سزا کے طور پر بھیجا گیا۔اب کیا کوئی دانشمند یہ بات کہہ سکتا ہے کہ اس لشکر کیلئے جو مغفرت کا وعدہ ہے اس میں یزید بھی شریک ہے۔کیا مغفرت ان لوگوں کیلئے ہے جن پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں یا اس کیلئے جو سرسبز و شاداب مقام پر ہمبستری کے مزے اُڑا رہا ہے کہ مجھے ان مسلمان مجاہدین کے مصائب و شدائد کی کوئی پرواہ نہیں؟

---

[113] (الكامل في التاريخ،ثم دخلت سنة تسع وأربعين، 3/ 57، دار الكتاب العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ/ 1997م)

سوال:عن نافع قال لما خلع أهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر حشمه وولده فقال إني سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيامة وإنا قد بايعنا هذا الرجل على بيع الله ورسوله وإني لا أعلم غدرا أعظم من أن يبايع رجل على بيع الله ورسوله ثم ينصب له القتال[114] (رواہ البخاری)

یعنی حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑی تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی اولاد کو اور اپنے غلاموں کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر عہد شکن کا جھنڈا نصب کیا جائے گا اور ہم اس شخص سے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کر چکے ہیں اور اس سے بڑی عہد شکنی اور کوئی نہیں جانتا کہ ہم ایک شخص سے اللہ اور اس کے رسول بیعت کریں پھر اس سے لڑیں۔

فائدہ:بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ یزید کی بیعت کو اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کا نام دے رہے ہیں۔تو معلوم ہوا کہ یزید خلیفہ برحق تھا اس لئے حضرت امام حسین پاک کا خروج ناجائز ثابت ہوا۔

جواب نمبر ۱: حضرت ابن عمر اور حضرت حسین پاک (رضی اللہ تعالی عنہم) کی صورتیں مختلف ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ تو یزید کی بیعت کر چکے تھے پھر اس بیعت کو توڑنے اور اس سے لڑنے کو ناجائز قرار دے رہے ہیں کہ یہ عہد شکنی ہے۔اس کے برخلاف حضرت حسین پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے تو روزِ اول (شروع) سے یزید کو خلیفہ تسلیم ہی نہیں کیا۔حضرت حسین پاک رضی اللہ تعالی عنہ کا لڑنا عہد شکنی نہیں تھی جس کے توڑنے یا نہ توڑنے کا سوال پیدا ہو۔

جواب نمبر ۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا یزید کی بیعت کو اللہ اور اس کے رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی بیعت کہنا۔تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ گوشہ نشین عابد تھے وہ کسی کی غیبت نہیں سنتے تھے ان کو یزید کے فسق و فجور کا تفصیلی علم نہیں تھا اس لئے یزید کو خلیفہ مان رہے ہیں۔یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو یزید کی خباثتیں معلوم ہوں لیکن بیعت کر بیٹھنے کے بعد خُلع کو ناجائز جانتے ہوں۔کیونکہ آپ مجتہد تھے مجتہد مُصِیْبْ (درستگی پر) بھی ہوتا ہے اور مُخْطِی (خطاء پر) بھی۔

ایسے ہی جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا نام لیا جاتا ہے، مشاہیر تابعین کا ان کی وجوہ یہی تھیں۔نہ یہ کہ وہ یزید کو امام برحق سمجھتے تھے بلکہ دل سے ہماری طرح یزید اور یزیدیوں کو بُری مخلوق سمجھتے تھے اور برملا ان کی مذمت کرتے۔چنانچہ خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ملاحظہ ہو:

حضرت عبدالرحمن بن ابی نعم فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا: جب آپ سے ایک شخص نے مُحْرِم کے متعلق پوچھا، شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ یہ پوچھا، کیا مُحْرِم (یعنی احرام پہنا ہوا شخص) مکھی مار سکتا ہے؟ تو فرمایا:

قَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونِي عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هُمَا رَيْحَانَيَّ مِنَ الدُّنْيَا»[115] (بخاری و مشکوۃ)

---

[114] (صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئا ثم خرج فقال بخلافه، 6/ 2603، الحديث6694، دار ابن كثير،سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[115] (صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، 3/ 1371، الحديث3543، دار ابن كثير،سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الأول، 3/ 1733، الحديث 6145 ـ(11)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

یعنی عراقیو! مجھ سے مکھی کے متعلق پوچھتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کی صاحبزادی کے بیٹے کو قتل کر چکے ہو۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

مزید سوالات وجوابات فقیر کی کتاب "شرح حدیث قسطنطنیہ" (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) کا مطالعہ کیجئے۔

هذا آخر ما رقمه قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۰ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ۔ ۱۴ جولائی ۱۹۸۹ء یوم الجمعۃ المبارک ۵ بجے شام